

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بہت ساری جگہیں، بہت سارے زمان اور اجسام وغیرہ ایسے بنائے ہیں جن کے آلام جہنم کی آگ کی یاد دلاتے ہیں۔ زیادہ گرمی والی جگہ جہنم کی آگ یاد دلاتی ہے، سردی والی جگہ جہنم کی زمہریر یاد دلاتی ہے۔ سلف صالحین حمام میں جاتے تو ان کو جہنم یاد آ جاتی جو مزید عبادت کا سبب بنتی، بعض سلف صالحین نے اپنے سر پر حمام سے پانی ڈالا تو گرم پایا جس سے ان کو رونا آ گیا، اور کہنے لگے مجھے اللہ کا جہنمیوں کے بارے میں فرمان یاد آ گیا: ﴿يُصَبِّثُ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ﴾ [الحج: ۱۹] ”ان جہنمیوں کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا۔“

(من لطائف المعارف لابن رجب بتصرف يسيرة)

## تربیتِ اطفال

قوموں کی ترقی کے لیے تعلیم سے زیادہ تربیت اہم ہے، بلکہ سچ یہ ہے کہ اس وقت تک تعلیم مفید نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ صحیح اور با اصول تربیت بھی نہ ہو۔

تربیت کا اصلی وقت بچپن ہے۔ اس لیے کہ اس وقت بچ کا مزاج ایک غیر متشکل مادہ ہوتا ہے، جس کا اچھے یا برے قالب میں ڈھالنا مربی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اس لیے جو قومیں زندہ ہونا چاہتی ہیں یا اس وقت زندہ ہیں اور آئندہ بھی زندہ رہنا چاہتی ہیں، وہ ان معصوم ہستیوں کی تربیت غور و اہتمام اور اعتناء کامل کے ساتھ کرتی ہیں جن کا نام آئندہ چل کے قوم ہوگا۔

صحیح تربیت کیا ہے؟ وہ نظام پرداخت جس میں اخلاق، دماغ، اور جسم، تینوں کی پرورش و بالیدگی پیش نظر ہو۔ کیونکہ جس طرح اس کا رزاق حیات میں زندہ رہنے کے لیے معلومات میں وسعت اور افکار و خیالات میں روشنی کی ضرورت ہے، اسی طرح بلکہ اس سے کئی چند زیادہ نظر میں ترقی، حوصلہ میں بلندی، ارادہ میں جزم، نیتوں میں اخلاص، عمل میں ایثار، دل میں شجاعت، اور جسم میں صحت و قوت کی بھی ضرورت ہے۔ پس جو نظام تربیت ان صفات کے اشخاص پیدا کرنے میں کامیاب نہیں وہ نہ صرف ناقص ہے بلکہ ایک داخلی خطرہ ہے جو قومی حیات کے لیے تمام خارجی خطرات و اعداء سے کہیں زیادہ مہلک و قاتل ہے۔ کیونکہ ناقص تعلیم و تربیت قومی زندگی کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیتی ہے، اور جب کسی عمارت کی بنیادیں ہی اندر سے خالی ہو جائیں تو پھر اس کا انجام معلوم!

(ابوالکلام آزاد)

## الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

20 رجب المرجب 1434 ھ جمعۃ المبارک 31 مئی تا 06 جون 2013ء

شماره 22 جلد 65

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلعوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0333-4786507

0344-4656461

## جواہر پارے

## کلمہ طیبہ

تر بیت اطفال

## اداریہ

## درس قرآن

تفسیر سورة الصُّفَّت ..... (۶)

## درس حدیث

”کتاب الایمان“ ..... (۱۰)

## بدعات و رسوم

ماہِ رجب اور کوئٹوں کی رسم

## اسلامی معاشرہ

عدلی اجتماع کا تصور و اہمیت ..... (۲)

## مذاکرہ علمیہ

مالک الملک کے اپنے بندوں پر احسانات

## اسلامی اخلاق

خدمت خلق

## حالاتِ حاضرہ

خوف و خطر کے سائے ختم کیجیے

## تذکرہ علمائے اہل حدیث

شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی

## شعر و ادب

موت

(ابوالکلام آزاد)

(حافظ احمد شاہر)

(مولانا ارشاد الحق اثری)

(ابوبکر محمد امجد المری)

(حافظ صلاح الدین یوسف)

(بیگم یحییٰ عبد الوہاب)

(حافظ محمد شہباز حسن)

(مولانا اسعد اعظمی)

(محمد سلیم چنیوٹی)

(عبدالرشید عراقی)

(عبدالرحمن عاجز)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پرائیج لاہور  
 فون نمبر : 042-3735 4406  
 فیکس نمبر : 042-37229802  
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے  
 سالانہ : 500/- روپے  
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال }  
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## اعتماد

وطن عزیز کو درپیش اہم مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ بھارت سے تعلقات کا بھی ہے، یہ مسئلہ دینی بھی ہے، جغرافیائی بھی، تاریخی بھی اور جذباتی بھی۔

قیام پاکستان ضروری تھا، جائز تھا یا ناجائز تھا یہ قیام پاکستان سے قبل کی سیاسی آراء تھیں، ہر سیاسی لیڈر اور قائد نے..... یہ یقین کر لینا چاہیے کہ..... اپنے فہم کے مطابق دیانت دارانہ رائے ہی دی ہوگی لیکن خریطہ عالم پر وطن عزیز پاکستان جب نمودار ہو گیا یا نقشہ پہ آ گیا اب اس کو ہر صورت وقار، احترام اور دوسرے آزاد ممالک سے برابری کی سطح پر قائم رہنا چاہیے۔ اب جو ناہنجار دانشور خط تقسیم کو عارضی قرار دے رہے ہیں اور اس کے دونوں طرف کے باسیوں کو ایک سمجھنے پر بضد ہیں یا ایک کہنے پر مصر ہیں وہ گریبان میں منہ ڈال کر اپنے..... یعنی ان..... پر وطن عزیز کے احسانات یاد کریں تو شاید ان کی پیشانی پر عرقِ پشیمانی کے چند قطرے جھللا اٹھیں گے۔ ہم ان سے نہ کبھی متفق ہوئے، نہ ہیں اور نہ ہی ان شاء اللہ (بطور پالیسی) متفق ہوں گے۔

اھون البلیتین کے تحت ہماری رائے کا رجحان یا جذبات کا میلان..... مسلم لیگ ن نہیں..... میاں صاحبان کی طرف جو ہے اس کی بعض وجوہات ہیں۔ ہر قاری سے ہم ان کے ساتھ اتفاق کا تقاضا نہیں کرتے کہ تاثر اپنا اور رائے اپنی اپنی۔

◎ میاں صاحبان کا خاندان اپنی جن عادات اور روایات کے حوالے سے معروف ہے ان میں دین کا احساس، اہل دین کا اکرام، والدین کا احترام، رفاہیت یعنی غریب پروری، امورِ خیر میں فراخ دلانہ مالی تعاون اور ان کی خاندانی کاروباری صلاحیت یا محنت و مشقت کی عادت۔

◎ میاں صاحب کے بعض محبین کی طرح ہم کو بھی میاں صاحب کی پاکستانیت پر اعتماد ہے۔ لیکن سیاست کے عقبی شیشے..... Back Mirror..... سے وطن عزیز کی سیاست اور حالات پہ غور کیا جائے تو جانے والی حکومت کی بھارت سے دوستی کے لیے بیتابی اور بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دیے جانے کی بے قراری بہت واضح نظر آتی ہے جس کا سبب کیا تھا یا کیا ہوگا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگرچہ میاں صاحب نے بھی سابقہ دور حکومت میں بھارت سے دوستی کی پیکیں غیر معمولی بڑھائی تھیں جس پر مخلصانہ احتجاج کرنے والوں پر اس وقت کی حکومت نے ناروا ظلم و تشدد سے بھی دریغ نہیں کیا تھا اور بے چارے احتجاج کرنے والے ”حسب معمول“ زل گئے تھے کہ ایک جماعت نے احتجاج پر ان کو اکسا کر اس دلدل میں اتار دیا تھا اور پھر یہ مخلصین ظلم و تشدد کی زد میں آ گئے تھے۔ بھارت کے لیے میاں صاحب کے دل میں نرم گوشہ جاتی عمرہ کے لیے بھی ہو سکتا تھا اور ان کی خاندانی تاجرانہ ذہنیت کی تشکیل کے باعث تجارت کے لیے بھی اس کا امکان تھا۔ چنانچہ اسی دور حکومت میں میاں صاحب کے خاندان نے بھارت سے تجارتی مفادات بھی اٹھائے لیکن ساتھ ہی ساتھ میاں صاحب نے سیاسی حکمت عملی سے واجپائی کو مینارِ پاکستان پر بلا کر وہ کام کر دکھایا جو اس سے پہلے کوئی دوسرا حکمران نہ کر سکا۔ جو بہر صورت میاں صاحب کی بڑی اہم سیاسی کامیابی تھی کہ علامہ اقبال کے مرقد پر تو ہر حکمران کو بلانا میزبانی کا حصہ ہوتا ہے اور اس عنوان پر بیرونی حکمران مرقدِ اقبال، شاہی قلعہ اور بادشاہی مسجد میں آتے جاتے رہے۔

اب صورتِ حال ۱۹۹۹ء سے بہت مختلف ہے۔ اس وقت کفر سازشوں اور دیسہ کاریوں کے ذریعے مسلمانوں کے درپے تھا۔ ۹/۱۱ کے بعد کفر یعنی صلیب..... اس وقت کے صدر امریکہ بوش..... کھل کر سامنے آ گئے اور ۹/۱۱ کی آڑ میں شروع کی ہوئی اس نام نہاد عالمی دہشت گردی کی

جنگ کو صلیب و ہلال کی کشمکش قرار دے دیا۔ ۱۹۹۹ء سے قبل بھارت پاکستان کا بہ ظاہر صرف حریف پڑوسی تھا اب وہ کفر یعنی صلیب کا حلیف بھی ہے۔ ان چودہ یا پندرہ سالوں میں طاغوت نے ثقافتی یلغار یعنی سوچی سمجھی عالمی پالیسی کے تحت وطن عزیز میں سٹلائٹ، انٹرنیٹ، ٹی وی چینلوں کی بہتات اور موبائل فون کی فحش یلغار کے تحت نسل نو کو اخلاقی انحطاط کے گڑھوں کی طرف بڑی تیزی سے دھکیل دیا ہے۔ اسی عرصہ کے اندر پاکستان میں سب سے زیادہ اشاعت کے دعوے دار ایک موقر اخبار نے امن کی آشا کے نام کا ایک فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اخبارات بھارتی اداکاراؤں کی نیم برہنہ تصاویر دھڑ دھڑا چھاپ کر امن کی آشا کی جوت جلا رہے ہیں۔ دوسری طرف عالمی حکمرانی کے باؤ لاپن میں مبتلا امریکہ افغانستان میں بھارت کو دخل اندازی کی شبہ دے کر بلوچستان اور دیگر بعض آزاد قبائلی علاقوں میں تخریبی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے اور صلیب کی بھرپور مہم یہ ہے کہ پاکستان کسی طرح..... امریکہ کا باجگدار تو ہے ہی..... بھارت کا بھی باجگدار بن جائے۔

تازہ ترین واقعہ سرنجیت سنگھ کی موت کا ہے اگر اس کو اقرار شدہ جرائم کی سزا مل چکی ہوتی تو وہ عدل و انصاف کی فتح ہوتی اور اس کی لاش کو وہ پروٹوکول نہ ملتا جواب قیدیوں کے باہمی جھگڑے سے اس حادثاتی موت کو مظلومانہ باور کرانے سے مل چکا ہے لیکن اس سے قبل بھارت اجمل قصاب کو مبینہ دہشت گردی کے الزام میں سزائے موت دے چکا تھا جس پر پاکستان کے عالمی میڈیا کا کوئی مؤثر احتجاج سامنے نہیں آیا۔ افضل گورو کی پھانسی پراو۔ آئی۔ سی کے لب ہائے مصلحت کوش بھی خاموش رہے اور اب سرنجیت سنگھ کی موت کے بعد بھارتی جیل میں ایک بے گناہ پاکستانی قیدی کو تشدد کر کے شہادت سے ہم کنار کر دیا گیا۔ اور اب سیکولر ملک ہونے کے دعویدار بھارت کی بعض دیگر جیلوں میں بھی مسلمان قیدی تشدد کی زد میں ہیں لیکن حکومت پاکستان کی طرف سے کسی احتجاج و اضطراب کا کوئی معقول معاملہ اب تک ہمارے سامنے نہیں آیا۔ مظلوم پاکستانیوں کی شہادت سے مغموم ایک پاکستانی کی استدعا ہے کہ بھارت سے سفارتی تعلقات تو ایک ضروری امر ہے لیکن تجارتی تعلقات بڑھاتے وقت مظلوم کشمیریوں کی شہادت اور جدوجہد آزادی کے ساتھ ساتھ مذکورہ پاکستانیوں کی شہادت کو بھی یاد رکھیں۔

اسی طرح سابقہ حکومت کے دور میں بھارتی حکومت نے پاکستان سے خاموش آبی جنگ بھی شروع کر رکھی تھی جس کے نتیجے میں پاکستان کے کھیت بخر ہونا شروع ہو گئے۔ اس کی طرف بھی آنے والی حکومت کو خصوصی دھیان رکھنا ہوگا۔

جغرافیائی مسئلہ یہ ہے کہ وطن عزیز پاکستان اب ایک دفعہ دنیا کے نقشے پر آچکا ہے اب یہ ان شاء اللہ موجود رہے گا اور یہی اس کی تاریخی حیثیت ہے۔ باقی رہے جذبات تو وہ آپ ان سے پوچھیں جن پر ۱۹۴۷ء میں مصائب کے پہاڑ ٹوٹ تھے۔

میاں صاحب محترم! آپ نے جس طرح انتخابات میں روشن پاکستان یا بدلا ہوا پاکستان کا قوم کو نعرہ دیا ہے اسی طرح اس نسل کو یہ بھی باور کرائیں کہ ہم ایک پاکستانی قوم ہیں اور سرحد کے اس پار وہ ایک بھارتی قوم ہے۔ بھارت اگر پاکستان دوستی کی خواہش رکھتا ہے تو برابری کی سطح پر ہاتھ بڑھائے۔ پاکستان کو بھی بھارت کے ساتھ دوستی سے گریز نہیں کرنا چاہیے لیکن پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طفیل جو عزت و وقار بخشا ہے حکومت پاکستان کو اس پر آنچ نہیں آنے دینی چاہیے۔ باقی نبی ﷺ نے مدنی زندگی میں مدینہ منورہ کے گرد آباد یہودی قبائل سے جو معاہدات کیے تھے اور جو حکمت عملی اپنائی تھی اسی کو بینارہ نور بنا کر میاں صاحب اپنے مشیروں اور تھنک ٹینکوں کے ذریعے پالیسی بنا کر بھارت سے معاملات طے کریں۔ وطن عزیز میں ایک سے ایک بڑھ کر باصلاحیت افراد موجود ہیں۔ نبی ﷺ کی سیرت کو راہنما بنا کر ان سے بھرپور تعاون کریں اور ان کو وطن عزیز کی خدمت سے بہرہ ور کریں اور ضرور کریں اور اچھے پڑوسی بن کر پڑوسی سے معاملہ کریں لیکن اس بات کو بھی نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں کہ پاکستان ایک مسلمان ملک ڈیکلیئر ہو چکا ہے اور بھارت سیکولر ملک۔ لیکن اس کے زمام کار ہندو کے ہاتھ میں ہے۔ اب معاملہ پاکستانی قوم اور بھارتی قوم کے درمیان ہوگا۔

## تفسیر سورة الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

﴿شَهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ شہاب کے معنی بلند شعلہ کے ہیں خواہ وہ جلتی ہوئی آگ کا ہو یا فضا میں کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے۔

(مفردات)

اور ثاقب، یعنی اتنا روشن کہ جس چیز پر اس کی کرنیں پڑیں اس میں چھید کرنی ہوئی پار گزر جائیں۔ (مفردات)

غالباً اسی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شہاب ثاقب لگنے سے شیاطین مرتے جلتے نہیں زخمی ہوتے ہیں۔ (ابن جریر)

چنانچہ ﴿شَهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ کے معنی ہوئے: شعلہ چمکتا ہوا جو تاریکی کو چھیدنے والا ہے۔ قرآن مجید میں ﴿الطَّارِقُ﴾ کو ﴿النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾ ستارہ چمکتا ہوا کہا گیا ہے۔ سورۃ الحجر میں ”شہاب ثاقب“ کو ”شہاب مبین“ یعنی شعلہ روشن، بھی کہا گیا ہے۔ (الحجر: ۱۸)

یہ ”شہاب ثاقب“ ستاروں سے نکلتے ہیں، جیسا کہ سورۃ الملک میں ہے:

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ﴾ [الملک: ۵]

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت بخشی اور ہم نے انھیں شیطانوں کو مارنے کے آلے بنایا۔“

شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے پرواز کرتے ہیں اور چھپ چھپا کر کچھ سن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ”شہاب ثاقب“ ان کا تعاقب کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ ”شہاب ثاقب“ ستاروں سے نہیں ٹوٹے بلکہ ان سے یہ

﴿دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ﴾ ”دحور“ ”دحر“ کا مصدر ہے۔ جس کے معنی بھگانا، دھنکارنا اور دور کرنا ہے۔ یہ پہلی آیت میں ”قذف“ کی علت بیان ہوئی ہے کہ بھگانے کے لیے ان پر شہاب پھینکے جاتے ہیں۔ شیطان ہی کے بارے میں ہے کہ جب اسے نافرمانی اور اس کے تکبر و تمرد کی وجہ سے نکالا گیا تو اسے کہا گیا:

﴿أُخْرِجْ مِنْهَا مَذْذُورًا﴾ [الأعراف: ۱۸]

”اس سے نکل جا مدت کیا ہوا دھنکارا ہوا۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ

مَلُومًا مَذْذُورًا﴾ [الاسراء: ۳۹]

”اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا، پس تو ملامت کیا

ہوا دھنکارا ہوا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

اور ”واصب“ یہ عذاب کی صفت ہے جس کے معنی دوام اور ہمیشگی، یعنی ہمیشہ رہنے والا عذاب، ”الوصب“ کے معنی دائمی مرض کے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا﴾

[النحل: ۵۲]

”اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے

اور عبادت بھی ہمیشہ اسی کی ہے۔“

﴿إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ﴾ الخطف کے معنی کسی چیز کو جلدی سے اچک لینے کے ہیں، یعنی ملا الاعلیٰ سے وہ کوئی بات تو سن نہیں سکتے لیکن اگر کوئی شیطان اچکوں کی طرح کوئی بات اچک لے تو اس کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے کہ شہاب ثاقب اس کا تعاقب کرتا ہے۔





ثاقب“ نکلتے ہیں وہ ستاروں کا حصہ نہیں ہیں۔

۲: دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جب شیاطین کو معلوم ہے کہ جب اوپر جائیں گے تو ان پر شہاب ثاقب برسیں گے اور ان کا مقصود حاصل نہیں ہوگا تو وہ اوپر کیوں جاتے ہیں۔ اس کا جواب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ ممکن ہے شیاطین پر شہاب ثاقب گرائے جانے کے واقعات نادر ہوں۔ شیاطین کے درمیان وہ مشہور نہ ہوں اس لیے بعض شیاطین استراق کی جسارت کرتے ہیں۔ مگر یہ جواب محل نظر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ان کی نامرادی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک یہ بات ایک معلوم حقیقت ہے اور ”شہاب ثاقب“ گرائے جانے کے واقعات نادر نہیں بلکہ جب بھی کوئی یہ جسارت کرتا ہے شہابیہ اس پر برسائے جاتے ہیں۔ امام ابو منصور ماتریدی نے فرمایا ہے کہ شیاطین کی عادت ہے کہ وہ ہر لحظہ غفلت کی طلب میں رہتے ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہوں اب کی بار ایسا نہیں ہوگا اس لیے وہ اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تقریباً یہی بات حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے کہ چوری چھپے کچھ حاصل ہونے کی امید پر وہ شہابیہ لگنے کے خطرہ کے باوجود یہ جسارت کرتے ہیں بلکہ ان کی طبیعت کا شر اس خطرے سے انھیں بے پروا بنا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بعثت کے بعد سختی کے باوجود ان کے سننے کی طمع ختم نہیں ہوئی تھی۔ (فتح الباری: ۸/۶۷)

۳: تیسرا سوال یہ ہے کہ شیاطین و جنات آگ سے بنائے گئے ہیں تو ان پر آگ کے گولے کیا اثر کرتے ہوں گے؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جنات گو آگ سے بنے ہیں مگر وہ آگ ”شہاب ثاقب“ کے مقابلے میں ضعیف ہے اور قوی آگ کمزور کو اپنی پلیٹ میں لے لیتی ہے۔ اسے یوں سمجھئے کہ انسان مٹی سے بنایا گیا ہے مگر اینٹ یا سخت مٹی کا گولا جب اسے مارا جائے تو انسان بہر حال تکلیف محسوس کرتا ہے۔ یہی نوعیت جنات کی ہے۔

نکلتے اور بامد ہوتے ہیں۔ بلکہ سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ زمانہ حال کے مشاہدات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ دور بین سے دکھائی دینے والے شہاب ثاقب جو فضائے بسیط سے زمین کی طرف آتے نظر آتے ہیں، ان کی تعداد کا اوسط دس کھرب روزانہ ہے۔ جن میں سے دو کروڑ کے قریب ہر روز زمین کے بالائی خطے میں داخل ہوتے ہیں اور بمشکل ایک زمین کی سطح تک پہنچتا ہے۔ ان کی رفتار بالائی فضا میں کم و بیش ۲۶ میل فی سیکنڈ ہوتی ہے اور بسا اوقات ۵۰ میل فی سیکنڈ تک دیکھی گئی ہے۔ بار بار ایسا بھی ہوا ہے کہ برہنہ آنکھوں نے بھی ٹوٹنے والے تاروں کی غیر معمولی بارش دیکھی ہے۔ چنانچہ یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے کہ ۱۳ نومبر ۱۸۳۳ء کو شمالی امریکہ کے مشرقی علاقے میں صرف ایک مقام پر نصف شب سے لے کر صبح تک دولاکھ شہاب ثاقب گرتے ہوئے دیکھے گئے۔ بحوالہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج: ۱۵، ص: ۳۹، ۳۳۷۔ (تفہیم القرآن: ۵۰/۲)

ستاروں سے گرنے والی ”شہاب ثاقب“ کی یہ بارش شیاطین کو آسمان دنیا تک پہنچنے سے مانع ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم بچ بچا کر اور چھپ چھپا کر اوپر جائیں اور فرشتوں کی کوئی بات سن لیں۔

بعض اعتراضات کا جواب:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حسب ذوق یہ سوال اٹھایا ہے کہ شہاب ثاقب ستاروں سے ہیں تو ستاروں کی تعداد اور آسمان کی زینت میں بتدریج کمی ہونی چاہیے جب کہ ایسا نہیں ہے اور اگر یہ ستاروں سے نہیں ہیں تو یہ سورۃ الملک (آیت: ۵) کے منافی ہے جس میں ﴿وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ﴾ فرمایا گیا ہے کہ مصابح کو شیطان کے مارنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں: اہل ارض کو فضا میں جو چیز روشن اور چمکتی ہوئی نظر آتی ہے وہ ان کے لیے مصابح ہیں مگر ان میں کچھ وہ ہیں جو ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں اور یہی شہاب ثاقب ہیں۔ مگر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ ستاروں سے ”شہاب

مؤلف: ابو بکر ابن ابی شیبہ

درس  
حدیثتحفۃ الاخوان  
کتاب الایمان

ترجمہ: ابو حمزہ و عبد الحمید المرئی

۶

۷۸۔ عن أم محمد أن رجلاً قال لعائشة: ما الإيمان؟ فقالت: أفسر أو أجمل؟ قال: أجملی، فقالت: من سرته حسنته، وساءتہ سیئته فهو مؤمن .

”ام محمد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ مفصل یا مختصر جواب دوں؟ کہا کہ مختصر۔ فرمایا: ”جسے اپنی نیکی اچھی لگے اور برائی بری لگے وہ مؤمن ہے۔“

۷۹۔ عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان . ولا بالفاحش ولا بالبذي .

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن طعن زنی، لعنت کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش عادت والا، نہ گندی گفتگو کرنے والا۔“

۸۰۔ عن عبد الله قال: المؤمن يطبع على الخلال كلها إلا الخيانة والكذب .

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن خیانت اور جھوٹ کے علاوہ دوسری تمام عادات پر ہو سکتا ہے۔“

۸۱۔ عن سعد قال: المؤمن يطبع على الخلال كلها إلا الخيانة والكذب .

”حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومن کی عادت خیانت اور جھوٹ کے علاوہ تمام کاموں کی ہو سکتی ہے۔“

۸۲۔ عن أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ: يطوى المؤمن على كل شيء إلا الخيانة

والكذب .

”حضرت ابو امامہ (صدی بن عجلان) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ و خیانت کے علاوہ مومن کو تمام باتوں کا قائل کیا جاسکتا ہے۔“

۸۳۔ عن أبي موسى عن النبي ﷺ قال: يكون في آخر الزمان فتن كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل مؤمناً ويمسي كافراً، ويمسي مؤمناً ويصبح كافراً . (صحيح)

”حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آخری زمانہ میں فتنے اندھیری رات کے حصوں کی طرح آئیں گے آدمی اگر صبح کو مومن تو شام کو کافر اور اگر شام کو مومن تو صبح ایمان سے خالی ہوگا۔“

۸۴۔ عن معاوية بن الحكم السلمي قال: كانت لي جارية ترعى غنمالي في قبل أحد والجوانية فأطلعتها ذات يوم وإذا ذئب قد ذهب بشاة من غنمها، قال: وأنا رجل من بني آدم، آسف كما يأسفون لكني صككتها صكة، فأتيت إلى رسول الله ﷺ فعظم ذلك علي، فقلت، يا رسول الله ألا أعتقها؟ قال ائتني بها، فقال لها: أين الله؟ قالت: في السماء، قال: من أنا؟ قالت: أنت رسول الله، قال: فاعتقها فإنها مؤمنة . (صحيح)

”حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں میری ایک لونڈی احد اور جوانیہ کے آس پاس میری بکریاں چرا رہی تھیں



نے فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کی مانند ہے کہ اسے ہوائیں نیچے اوپر ہلاتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مومن کو تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کافر کی مثال دھان (چاول کے بوٹے) کی طرح ہے کہ سخت ہونے کی وجہ سے جھکتا نہیں، جب فصل پک جاتی ہے تو اسے ایک ہی بار کاٹ لیا جاتا ہے۔“

۸۷۔ عن كعب قال: قال رسول الله ﷺ: مثل المؤمن كمثل الخامة من الزرع تفيئها الرياح تصرعها مرة وتعديلها أخرى حتى تهيج، ومثل الكافر كمثل الأرزة المجذبة على أصلها، لا يفيئها شيء حتى يكون انجعافها مرة واحدة. (صحيح)

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال نرم کھیتی کی طرح ہے کبھی ہوا اس کو نیچے اور ادھر ادھر ہلاتی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے، اور کافر کی مثال سخت پودے (چاول/دھان) کی طرح ہے وہ سیدھا کھڑا رہتا ہے جسے ہوائیں نیچے جھکا نہیں سکتیں حتیٰ کہ پکنے پر اسے ایک ہی بار کاٹ لیا جاتا ہے۔“

۸۸۔ عن أبي هريرة قال: مثل المؤمن الضعيف كمثل الخامة من الزرع، تميلها الرياح، وتقيمها مرة أخرى، قال: قلت: يا أبا الشعثاء فalmؤمن القوي؟ قال: مثل النخلة تؤتي أكلها كل حين في ظلها ذلك، ولا تقلبها الرياح. (صحيح)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کمزور مومن نرم کھیتی کی طرح ہوتا ہے ہوا کبھی ادھر اور کبھی ادھر نیچے کرتی رہتی ہے، میں (یحییٰ بن سعید راوی) نے کہا کہ اے ابو شعثاء! تو طاقتور مومن؟ جواب دیا: کھجور کی مانند ہے جو اپنے موسم میں ہر وقت پھل دیتی ہے جسے ہوا نیچے نہیں جھکا سکتی۔“

ایک دن میں نے اچانک دیکھا تو ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں ایک بکری لے گیا، انسانوں کی طرح مجھے غصہ آیا تو میں نے اسے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مار دیا، میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے اسے عظیم غلطی قرار دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ (جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو) آپ ﷺ نے پوچھا: ”اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟“ جواب دیا: آسمان میں۔ پھر ارشاد فرمایا: ”میں کون ہوں؟“ جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”یہ مومنہ ہے آزاد کر دو۔“

۸۵۔ عن ابن عباس، وعن الحكم يرفعه: أن رجلاً أتى النبي ﷺ فقال: إن على أمي رقبة مؤمنة، وعندى رقبة سوداء أعجمية، قال: أثبت بها قال: أتشهدين أن لا إله إلا الله، وأني رسول الله؟ قالت، نعم، قال: فاعتقها. ”حضرت ابن عباس اور حکم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میری والدہ کے ذمے مومن گردن آزاد کرنا لازم تھا اور میرے پاس کالی عجیہ لونڈی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اسے لے آؤ۔ (جب وہ آئی تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟“ تو جواب دیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو۔“

۸۶۔ عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: مثل المؤمن الزرع، لا تزال الرياح تميله، ولا يزال المؤمن يصيبه بلاء، ومثل الكافر مثل شجرة الأرز لا تهتز حتى تستحصد. (صحيح)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

## ماہِ رجب اور کونڈوں کی رسم

حافظ صلاح الدین یوسف

۸

### رسومات و بدعات

مسلمان اس ماہِ رجب میں کئی کام ایسے کرتے ہیں جو بدعات کے دائرے میں آتے ہیں اور یہ بدعات ان کی جڑوں میں اس طرح راسخ ہو گئی ہیں کہ ان کا اہتمام ان کے نزدیک فرائض سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اور اس کی وجہ وہ من گھڑت فضیلتیں ہیں جو اہل بدعت بیان کرتے ہیں، جیسے ماہِ رجب کے جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے تین روزے رکھنا، نیز جمعے کی رات مغرب سے عشاء تک مخصوص انداز میں بارہ رکعت نماز پڑھنا۔ رجب کے پہلے جمعے کی شب کو ”صلاة المرغائب“ پڑھنا۔ کثرت سے نفلی روزوں کا اہتمام کرنا اور اجر و ثواب کی زیادتی کی نیت سے اسی ماہ میں زکاۃ دینا۔ ۲۲ رجب کو کونڈوں کی رسم ادا کرنا۔ رجب کی ۲۷ ویں شب کو ”شبِ معراج“ کی وجہ سے خصوصی عبادت کرنا، مساجد پر چراغاں کرنا اور تقریبات و محافل کا انعقاد کرنا۔ ۲۷ ویں کو یومِ معراج کے طور پر منانا اور اس دن کا روزہ رکھنا، جلسے و جلوس کا اہتمام کرنا، آتش بازی، چراغاں اور اس جیسی دیگر خرافات پر عمل کرنا۔

### کونڈوں کی رسم

رجب کی بدعات میں سے ایک کونڈوں کی رسم بھی ہے جسے بہت ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

### ایک من گھڑت داستان عجیب:

اس کی بنیاد قرآن کے کسی حکم یا رسول اللہ ﷺ کے کسی فرمان یا فقہ کے کسی مسئلے پر نہیں ہے بلکہ ایک من گھڑت داستان پر ہے جسے ”داستانِ عجیب“ کہا جاتا ہے۔ جس کی کوئی سند نہیں ہے، نہ وہ کسی

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب ہے۔

### وجہ تسمیہ:

لفظ رجب تر جیب سے ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں، اس مہینے کی تعظیم اور حرمت کی وجہ سے اس کا نام ”رجب“ رکھا گیا کیونکہ عرب اس مہینے میں لڑائی سے کلیتہً گریز کرتے تھے۔ (القاموس المحیط: ۷۴۱)

### فضائل:

بعض ماہِ مبارک ایسے ہیں جن کی خاص فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے اور ان میں بعض امورِ خیر کی ترغیب و تلقین کی گئی ہے، جیسے شعبان، رمضان اور ذوالحجہ وغیرہ ہیں۔ لیکن رجب کا مہینہ ایسا ہے جس کی کوئی امتیازی فضیلت کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں۔ سوائے اس فضیلت کے کہ ماہِ رجب چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ رجب کے علاوہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم (متواتر تینوں مہینے) حرمت والے ہیں۔ ان چار مہینوں میں اسلام سے قبل بھی اہل عرب جنگ و جدال کو ناپسند کرتے تھے اور قرآن کریم کی رو سے تو یہ چاروں مہینے ابتدائے آفرینش ہی سے قابل احترام ہیں اور اس وقت ہی سے ان میں جنگ و جدال حرام اور ممنوع ہے۔ اس اعتبار سے اسلام میں ماہِ رجب کی صرف یہ فضیلت ثابت ہے کہ یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک حرمت والا مہینہ ہے۔

### مسنون اعمال:

اس مہینے میں کسی نیک عمل کو فضیلت کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا۔ جن بعض اعمال کو فضیلت کے ساتھ بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے، وہ محض فرضی قصے اور ضعیف موضوع روایات پر مبنی داستانیں ہیں، لہذا جو اعمال کتاب و سنت سے ثابت ہیں، ان پر عمل کیا جائے۔

شکار کھیلنے کے لیے گیا تو وقت پر واپس نہ آیا، اس کے درباریوں نے کہا: بادشاہ سلامت! کہیں اس معزول وزیر نے آپ کے شہزادے کو قتل نہ کروا دیا ہو۔ بادشاہ نے اس وزیر کے پیچھے اپنے آدمی بھیج کر اسے منگوا لیا اور اس سے پوچھا تو اس نے لاعلمی ظاہر کی۔ بادشاہ نے پوچھا: اس رومال میں کیا ہے؟ اس نے کہا: خربوزہ ہے۔ لیکن اسے کھول کر دیکھا گیا تو اس میں شہزادے کا خون آلود سر تھا، چنانچہ بادشاہ نے ان دونوں کو جیل بھیج کر ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ رات کو جیل میں وزیر کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ۲۲ رجب کے کونڈوں کی فضیلت کا جوا نکار کیا تھا، یہ ساری افتاد اس کی وجہ سے آئی ہے، چنانچہ انھوں نے عہد کیا کہ اگر ہمیں نجات مل گئی تو آئندہ کونڈے بھرا کریں گے۔ ان کا یہ عزم کرتے ہی، اللہ کا کرنا ہوا کہ رات کو شہزادہ گھر آ گیا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر خوش بھی ہوا اور حیران بھی۔ اس نے دونوں میاں بیوی کو جیل سے بلا کر پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ انھوں نے بتلایا کہ اس طرح کونڈوں کی فضیلت کا ہم نے انکار کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں ہمیں یہ آزمائش پیش آئی اور جوں ہی ہم نے اس کی فضیلت تسلیم کی تو آپ کا شہزادہ بخیریت گھر آ گیا، چنانچہ بادشاہ نے بھی پوری مملکت میں کونڈے بھرنے کا حکم دے دیا۔ (مخلص)

کونڈوں کی صورت یہ ہے کہ ۲۱ رجب کی شب کو ایک خاص قسم کی میٹھی چیز تیار کر کے مٹی کے کورے کونڈوں میں بھر لی جاتی ہے، اس پر حضرت جعفر صادق ؑ کے نام کا ختم پڑھا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ کا ہمیں علم نہیں، یہ کونڈے پھر عزیز واقارب کے ساتھ بڑے اہتمام اور خاص آداب کے ساتھ کھائے اور کھلائے جاتے ہیں۔ اس رسم بدعی کے جواز کے لیے کہا جاتا ہے کہ ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق ؑ کا سانحہ انتقال پیش آیا تھا۔

اولاً: تو ان کی تاریخ وفات یہ نہیں بلکہ ۱۵ شوال ۱۴۸ھ ہے، یہ بھی نہیں کہ ان کی تاریخ مختلف فیہ ہو بلکہ ۱۵ شوال با تفاق مؤرخین ہے گویا

مستند کتاب ہی میں موجود ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے: ایک لکڑہارامدینے میں نہایت تنگ دستی اور فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہا تھا، پھر وہ تلاشِ معاش میں مدینے سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور بارہ سال در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن دولت کا طائر بلند بام اس کے ہاتھ نہیں آتا۔

ادھر اس کی بیوی وزیر کے گھر نوکری کر لیتی ہے، ایک دن حضرت جعفر صادق ؑ کا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزر ہوتا ہے، حضرت جعفر محل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں سے پوچھتے ہیں: آج کون سی تاریخ ہے؟ عرض کیا جاتا ہے کہ ۲۲ رجب کی بائیسویں تاریخ ہے۔ فرمایا کہ آج کے دن جو شخص نئے کونڈے لے کر، ان میں پوریاں وغیرہ بھر کر میری فاتحہ پڑھے گا اور میرے وسیلے سے دعا کرے گا، اس کی ہر حاجت پوری اور ہر مشکل دور ہو جائے گی، اگر ایسا نہ ہو تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑ سکتا ہے۔

یہ سن کر لکڑہارے کی بیوی نے حضرت جعفر صادق کے کونڈے بھرے، جس کے نتیجے میں اس کی خواہش کے مطابق بارہ سال کے بعد اس کا خاوند مال و زر کے انبار لے کر گھر لوٹ آیا۔ آنے کے بعد اس نے وزیر کے محل کے سامنے ایک شاندار محل تعمیر کروایا، وزیر کی بیوی نے جب یہ نو تعمیر محل دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ بتلایا گیا کہ اسی نوکرانی کا ہے جو آپ کے گھر جھاڑو دیا کرتی تھی۔

اس نے اسے بلا کر اس کی مال داری کا راز پوچھا تو اس نے کونڈے بھرنے کا ذکر کیا لیکن اسے یقین نہیں آیا اور کونڈوں کی اس کرامت کا انکار کر دیا، جس کے نتیجے میں وزیر اور اس کی بیوی کو ذلت و خواری کے بدنصیب دن دیکھنے پڑے۔ اور اس کی صورت یہ بنی کہ بادشاہ نے اپنے اس وزیر کو نہ صرف وزارت سے معزول کر دیا بلکہ اسے جلاوطن ہونے کا حکم دے دیا، چنانچہ وہ اپنی بیوی کو لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس نے ایک خربوزہ خرید کر رومال میں باندھ لیا تاکہ راستے میں کھالیں گے۔ اتفاق سے اسی روز بادشاہ کا بیٹا

یہ ”دلیل“

ع جوشاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا  
کی مصداق ہے۔

ثانیاً: اگر ان کی تاریخ وفات ۲۲ رجب ہی مان لی جائے تب بھی اس تاریخ سے کونڈوں کا کیا تعلق۔ اور وفات کے سانحہ دلدوز پر حلہ خوری میں کیا تنگ ہے؟

ثالثاً: ۲۲ رجب ان کی ولادت کا دن بھی نہیں، کیونکہ ان کی ولادت ۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو ہوئی ہے۔

رابعاً: حضرت جعفر صادق ؑ جیسے اور سیکڑوں بزرگ ہماری تاریخ میں گزرے ہیں، ان کے یوم وفات پر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا؟ جعفر صادق ؑ کی وفات والے دن ہی ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ اس تخصیص کی بنیاد اور دلیل کیا ہے؟

خامساً: دین کی تکمیل تو نبی ﷺ کے ذریعے سے ہو چکی ہے:  
﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدة: ۳]  
اب تکمیل شریعت کے بعد کسی کو دین میں اضافہ کرنے کی اجازت کب ہے؟

بہر حال جس لحاظ سے بھی اس رسم بدعی کا جائزہ لیا جائے، اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں، اس لیے بلا امتیاز ہر طبقہ کے محقق علماء نے اس کی بے اصلیت ظاہر کر دی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ کونڈے دراصل اسی طرح حضرت جعفر صادق ؑ کے نام کی نیاز ہیں، جس طرح دوسرے کئی بزرگوں کے ناموں کی نیاز دی جاتی ہے۔ تب بھی یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ شرک ہے کیونکہ نذر و نیاز بھی عبادت ہی کی ایک قسم ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کا حق ہے، اس کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں بلکہ اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے گا (کسی اور کے نام کی نذر و نیاز دے گا) تو وہ مشرک قرار پائے گا جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار کی حسب ذیل عبارت میں ہے:

واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام.

(الدر المختار، ص: ۱۳۴)

علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) کا متفقہ فتویٰ:

چنانچہ علمائے اہل حدیث و دیوبند کے علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) نے بھی ان کے بے اصل ہونے کا متفقہ فتویٰ دیا ہے جو آج سے پون صدی (۵۷ سال) قبل شائع ہوا تھا۔ ان سے سوال کیا گیا:

**سوال:** ”اس جوار میں طریقہ اہل تشیع کے موافق کونڈوں کا بڑا رواج ہو گیا ہے، یعنی ۲۲ رجب کو نماز فجر کے بعد پوریاں کونڈوں میں رکھ کر فاتحہ ہوتا ہے اور طریقہ فاتحہ کے ضمن میں ایک تصنیف ہے، وہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ شیعوں کے امام جناب جعفر صادق ؑ نے فرمایا ہے کہ ”۲۲ رجب کو کونڈے کرو اور میرے توسل سے مراد طلب کرو اور جو مراد پوری نہ ہو تو قیامت میں تمہارا ہاتھ میرا دامن ہوگا۔“

ایسی فاتحہ دلا نا اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ شرع شریف کے موافق اس کی اصلیت یا تشریح سے آگاہ کر کے ماجرہ ہوں گے۔ (ملخصاً)

**جواب:** ایصالِ ثواب بہتر ہے لیکن کونڈوں کی تعیین اور دیگر لوازم مذکورہ سوال کی تخصیص بالکل بے اصل ہے۔ اس کو ایصالِ ثواب میں ضروری سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ روایت مذکورہ کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزری۔ اس طریقہ خاص کو باتباع اغیار اختیار کرنا اہل اسلام کے شایانِ شان نہیں بلکہ مزخرفاتِ اغیار کو ترقی دینا ہے، لہذا اس بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا اہل اسلام کا فرض ہے جس میں امکانی دریغ سے گنہگار ہوں گے۔ (حررہ الراجی عند ربہ الوحید أبو الحامد محمد عبد الوحید غفر اللہ ذنوبہ)

**جواب (۲):** امور مذکورہ سوال کی شرعاً کوئی اصل نہیں۔ یہ امور

بھائیوں سے اس کے ترک کرنے کی سعی بلیغ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ، احقر العباد محمد عبدالشکور عافہ مولاہ  
لکھنؤ، ۱۶ رجب ۱۳۴۶ھ

۲۲ رجب دراصل دشمنانِ صحابہ کی خوشی کا دن ہے:

اصل حقیقت یہ ہے کہ ۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے اور دشمنانِ صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں اس دن کونڈوں وغیرہ کے ذریعے سے اظہارِ فرحت و مسرت کے طور پر کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہیں جیسا کہ ایک شیعہ کیلنڈر میں ”مرگِ معاویہ“ کے عنوان سے ۲۲ رجب کو خوشی کا دن بتلایا گیا ہے۔  
یہ کیلنڈر جامعہ ”المختار“ ماڈل ٹاؤن لاہور سے ہر سال شائع ہوتا ہے، یہ جامعہ شیعوں کی مرکزی درس گاہ ہے۔

ہماری نظر سے جو کیلنڈر گزرا ہے، شیعہ کی ایک دکان سیٹھ برادرز شاہ عالم مارکیٹ لاہور کا پتہ بھی اس کیلنڈر پر لکھا ہوا ہے۔ یہ کیلنڈر دو رنگا ہے۔ خوشی کے ایام کو سرخ اور دیگر ایام کو سیاہ رنگ سے چھاپا گیا ہے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے ممتاز رہیں، چنانچہ ۲۲ رجب کو ”مرگِ معاویہ“ قرار دے کر اسے سرخ رنگ سے ممتاز کیا گیا ہے۔



### خطیب کے ضرورت مند

ایک عمر رسیدہ محقق عالم، اردو پنجابی کے تجربہ کار خطیب سے صرف خطبہ جمعۃ المبارک کے لیے نیز رمضان المبارک میں نماز تراویح میں تلاوت کیے گئے قرآن مجید کا خلاصہ سننے والے شوقین رابطہ قائم کریں۔

موبائل نمبر: 0336-3000730

لغویات میں سے ہیں۔ ایک مسلمان کی شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے کہ وہ اس قسم کے توہمات میں مبتلا ہو۔ جناب جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف کثرت سے جھوٹی باتیں منسوب کر دی گئی ہیں، بانیسویں رجب کے متعلق کوئی خاص شرعی حکم نہیں ہے۔ اس تاریخ کو کوئی خاص عمل کرنے کی ہدایت نہیں کی گئی ہے لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی باتیں گھڑ لی ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ حتی الامکان اس قسم کی لغویات سے مسلمانوں کو باز رکھے اور بآسانی وزمی ان فضولیات کی لغویت ذہن نشین کرائے۔ اس قسم کے طریقوں سے مرادیں حاصل کرنا درست نہیں ہے۔ مرادیں حاصل ہو جانا ان طریقوں کی صحت کی دلیل نہیں۔ مشرکین بتوں کے ذریعے سے بھی مرادیں مانگتے ہیں۔ بہر حال ان امور میں اپنے رویہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم (کتبہ محمد شفیع حجۃ اللہ الانصاری، فرنگی محل لکھنؤ)

تائیدات:

✽ محمد عنایت اللہ عفی عنہ، رجب ۱۳۴۶ھ، فرنگی محل لکھنؤ۔

✽ محمد ایوب غفرلہ فرنگی محل لکھنؤ۔

✽ ابوالقاسم محمد متیق صانہ سبحانہ عمالہ یلیق، بن حضرت مولانا المعی

العلام الفرغنی محل لکھنؤ ۵ رجب ۱۳۴۶ھ۔

✽ الجواب صحیح والمرایٰ نجح۔ ابوطاہر احمد البہاری الرسول فوری کان

اللہ۔ مدرس اوّل مدرسہ عالیہ قدیمہ بروز شنبہ، ۹ رجب المرجب

۱۳۴۶ھ۔

✽ الجواب صحیح۔ حکیم عبدالستار خاں مدرس مدرسہ عالیہ قدیمہ بقلم خود

✽ صحیح الجواب واللہ اعلم بالصواب، حررہ عبداللہ۔

✽ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب، محمد فضل خان عفی عنہ مدرسہ عالیہ

قدیمہ۔

تائید حضرت مولانا عبدالشکور لکھنؤی رضی اللہ عنہ:

واقعی یہ بدعت قبیحہ روافض کی احداث کی ہوئی ہے اور ان کے مذہب باطل کی ترویج کا ذریعہ ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے



## عدل اجتماعی کا تصور و اہمیت

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

بیگم بلقیس عبدالوہاب

اسلامی عدالت:

ضروری ہے کہ حکومت لوگوں سے ایسا رویہ اختیار کرے کہ جس سے عوام کو اپنی حاجات ان کے سامنے پیش کرنے میں سہولت ہو اور یہی عدل اجتماعی کا اہم ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ولی عن امر الناس شیئا ثم اغلق بابہ  
دون المسلمین او المظلوم او ذی الحاجة  
اغلق اللہ دونہ ابواب رحمۃ عند حاجتہ و  
فقرہ افقر ما یکون الیہ . (مشکاۃ کتاب الامارہ)  
”لوگوں کے کاموں میں سے کسی کام کا جو شخص ذمہ دار بنایا  
جائے اور پھر وہ اپنا دروازہ مسلمانوں یا مظلوم اور ضرورت  
مندوں پر بند کرے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص پر اپنی رحمت  
کے دروازے اس کی ضرورت اور محتاجی پر بند کر لیتا ہے  
جب کہ وہ سب سے زیادہ محتاج ہوتا ہے۔“

اسی لیے اسلام میں عدل اجتماعی کے حصول کو اتنا سہل اور سستا بنا  
دیا گیا ہے کہ غریب و امیر آسانی کے ساتھ اپنے حقوق کا تحفظ کر سکے  
اور یہی عدل اجتماعی کا مقصد ہے۔

غیر جانبدار عدل اجتماعی:

قرآن مجید میں واضح طور پر عدل و انصاف پر قائم رہنے کی تلقین  
فرمائی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوِّمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ  
بِالْقِسْطِ ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ  
تَعْدِلُوا ۖ اِعْدِلُوا قَبْلَ أَنْ تَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۸﴾ (المائدة: ۸)

”اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے  
لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور کسی قوم گوں کی دشمنی تم کو اس  
بات پر آمادہ نہ کر دے کہ انصاف ہی نہ کرو۔ انصاف کیا کرو  
کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔  
کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔“  
مذکورہ آیت میں عدل و انصاف کا حکم ہے اور اس بات کی تاکید کی  
گئی ہے کہ جب کوئی انصاف کی مسند پر بیٹھ جائے تو وہ صرف منصف  
اور جج ہو، تمام کدورتوں، عداوتوں ہر طرح کے بغض و عناد اور جذبہ  
انتقام سے اس کا دل و دماغ پاک و صاف ہو، اگر انسانی تقاضے سے  
کوئی ایسی بات ذہن میں آئے تو یہ سوچ کر کہ مجھے ایک دن اللہ تعالیٰ  
کے سامنے اپنے اعمال کا حساب پیش کرنا ہے ان لغویات کو دل سے  
نکال دے، عدالت کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد دوست دشمن اس کی نظر  
میں برابر ہوں اس کی نظر صرف عدل اجتماعی پر ہو۔ مقدمات کی ترتیب  
اور معاملہ کا نشیب و فراز جس صحیح نتیجہ تک پہنچائے وہی اس کا فیصلہ ہو،  
جذبات کی رو میں بہہ کر انسانی جذبہ انتقام سے متاثر ہونا اس منصب  
عظیم کی توہین اور عدل اجتماعی کے سراسر منافی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے والد نے مجھے عطیہ  
دیا تو میری والدہ نے کہا، اس عطیے پر آپ جب تک اللہ کے  
رسول ﷺ کو گواہ نہیں بنائیں گے میں راضی نہیں ہوں گی۔ میرے  
والد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا  
کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے انہوں نے نفی



جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے۔ ربوبیت کے تقاضوں کو صحیح طریقے سے وہی سمجھ سکتا اور ادا کر سکتا ہے جو والدین کی اطاعت و خدمت کے تقاضوں کو عدل و احسان کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے ہٹا دے اور خود اس کی جگہ بیٹھ جائے، عرض کیا گیا: کیا یہ بات جمعہ کے لیے مخصوص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جمعہ کے علاوہ ہر نماز کے لیے یہی حکم ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ)

انسان کے لئے مشکل وقت ہوتا ہے جب دوسروں کے علاوہ اپنوں سے بھی اسے عدل اجتماعی کرنا پڑتا ہے اور انصاف کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اپنے اور بیگانے میں کوئی فرق نہ رکھا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ حکم دیں تو عباس رضی اللہ عنہ کو فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک درہم بھی ان سے نہ چھوڑو۔ (صحیح بخاری باب فضل الجہاد)

احکام عدل اجتماعی میں نرمی:

اسلام میں احکام عدل اجتماعی دو طرح کے ہیں: مستقل اور وقتی۔ جو مستقل احکام ہیں ان میں تو کسی طرح کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا لیکن جو وقتی احکام ہیں ان میں حالات کے مطابق تبدیلی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ عدل اجتماعی کا تقاضا ایسا ہی ہو، اس لیے کہ دنیا کے مذاہب میں اسلام وہ پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے اپنے تمام احکام، شرائع، تعزیرات اور اصولوں میں سختی کے ساتھ جس چیز کو پیش نظر رکھا وہ عدل اجتماعی اور احسان ہے، اسلام یہ گوارا نہیں کرتا کہ انسان کو قانون کی بھینٹ چڑھا دیا جائے بلکہ وہ پسند کرتا ہے کہ اگر حالات و مصالح کا تقاضا ہو تو قانون نرم کر دیا جائے احکام میں آسانی پیدا کی جائے اور نفاذ احکام میں بھی سہولت مد نظر رہے۔

یہ حدیث اس دعوے کی بہترین شہادہ اور گواہ ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے تھے جو تم میں سے قربانی

میں جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان انصاف کرو، اور فرمایا: میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث صحیح ہے جن علماء کے نزدیک اس پر عمل ہے وہ لڑکوں کے درمیان ہر چیز برابر برابر تقسیم کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مساوات صرف عطیہ میں برتنا ضروری ہے نیز لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی برابر برابر دیں۔ امام سفیان ثوری کا بھی یہی قول ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مساوات یہ ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر عطیہ دیا جائے، جیسا کہ ترکہ کی تقسیم میں کرتے ہیں امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

اولاد کے درمیان عدل و مساوات کے اصول پر سختی سے عمل کیا جائے اور تربیت میں غفلت نہ برتی جائے۔ حضرت ایوب بن موسیٰ کے دادا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کسی باپ نے اپنے بیٹے کو حسن ادب سے اچھا عطیہ نہیں دیا۔

(صحیح ترمذی ابواب البر والاحسان)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: البتہ تمہاری اولاد تمہاری کمائی ہے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے جس کو چاہتا ہے لڑکی بخشا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے۔

(مسند ابی حنیفہ، کتاب التفسیر)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے گھر آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں اس نے مجھ سے کچھ مانگا میرے پاس ایک چھوہارے سے زیادہ کچھ نہ تھا، وہ چھوہارا ہی میں نے اس کو دے دیا۔ اس کو اس نے دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس سے کچھ نہ کھایا، پھر اٹھ کر باہر چلی گئی، اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے میں نے انہیں واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: جو جوان بیٹیوں کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو، اس کے لیے وہ دوزخ سے پردہ ثابت ہوں گی۔ (صحیح ترمذی، ابواب البر والاحسان)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید و عبادت کا حکم دینے کے ساتھ والدین کے ساتھ عدل و احسان کی تاکید کی ہے

کرے اسے چاہیے کہ تین روز کے بعد تک اس کا گوشت نہ رکھے، بلکہ سب تقسیم کر دے جب دوسرا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا گزشتہ سال ہی کی طرح کریں؟ اور کل گوشت تقسیم کریں۔ فرمایا: نہیں بلکہ کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع کرو۔ اور اُس سال چونکہ لوگوں پر تنگی تھی اس لیے میں نے چاہا کہ تم اس طریقے سے ان کی مدد کرو، اب اس کی ضرورت نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الاضاحی)

اس سے ثابت ہوا کہ عدل اجتماعی اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حالات اور مصالحوں کو پیش نظر رکھ کر حکم دیا جائے اور یہ حکم حالات و مصالح کے ماتحت تبدیل ہو سکتا ہے اس سے بہ آسانی اندازہ ہوتا ہے کہ اگر عدل متقاضی ہو تو مناسب حد تک احکام میں تبدیلی کی جاسکتی ہے جتنی شریعت نے اجازت دی ہے اور سنت سے ثابت ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیا جائے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

[الأحزاب: ۲۱]

”بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔“

اس امت کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ یہ مجموعی طور پر ظلم میں مبتلا نہیں ہوگی۔ اس میں عادل افراد اور گروہ پیدا ہوتے رہیں گے ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ ہدایت ربانی ضائع ہو جائے اور امت بالجمہ ظلم و تاریکی میں ڈوب جائے، ان میں ہمیشہ ایسے افراد اور گروہ ہوں گے جو عدل اجتماعی قائم کریں اور حق و انصاف ادا کریں۔

دین اسلام عدل اجتماعی:

دین اسلام نے انسانیت کو ایسا نظام اجتماعی دیا ہے جو ”واقعاً میزان“ ہے ارشاد باری ہے:

﴿لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ [الحديد: ۲۵]

”تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہو جائیں۔“

دین اسلام تمدن، اجتماعیت کے مختلف پہلوؤں سے پیچیدہ مسائل میں ”راہ وسط“ کے راہ کا تعین کرتا ہے۔ معاشرت، معیشت اور سیاست تینوں کے ضمن میں صراط مستقیم اور سواء السبیل کو پوری طرح واضح کرتا ہے۔ تاکہ نہ معاشرتی بے راہ روی کا امکان باقی رہے نہ معاشی استحصال کا اور نہ سیاسی جبر کا بلکہ ﴿لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ یعنی لوگوں کو عدل و انصاف کا مقام حاصل ہو اور معاشرہ پوری طرح عدل و انصاف اور اعتدال و توازن پر قائم ہو جائے۔

عدل اجتماعی پر قائم امت وسط:

امت وسط سے مراد بہترین امت ہے، قریش نسب کے اعتبار سے وسط عرب ہیں۔ حضور ﷺ اپنی قوم میں وسط تھے یعنی اشرف نسب والے ”صلاة وسطی“، یعنی افضل ترین نماز، نماز عصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاة الوسطی کی حفاظت کا بالخصوص تذکرہ ملتا ہے۔ تمام امتوں میں امت محمد ﷺ بہترین افضل و اعلیٰ ہے اور ”امت وسط“ دین میں اعتدال کی راہ پر رہتی ہے وسط کے معنی عدل کے ہیں۔ وسط کے معنی ”ہر چیز کا درمیانی حصہ ہے“ جو کہ عمدہ ترین ہوا کرتا ہے انسانی زندگی کا درمیانی عرصہ عہد شباب بہترین وقت ہوتا ہے۔ دن کا درمیانی حصہ دوپہر روشنی اپنے نقطہ عروج پر ہوتی ہے۔

اخلاق میں میانہ روی قابل تعریف ہے میانہ روی اور اعتدال پسندیدہ ہے۔ مثلاً بخل اور فضول خرچی کی درمیانی حالت کو سخاوت، بزدلی اور طیش کی درمیانی حالت کو شجاعت کہتے ہیں۔

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

[البقرة: ۱۴۹]

”اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں

پر گواہ بنو اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ تم پر گواہ بنیں۔“

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کو اس عظیم المرتبہ خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے عقائد میں اعتدال ہے، مسلمانوں کی شریعت میں توازن ہے ان کے نظام اخلاق، سیاست میں موزونیت

دیتا ہوں، رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی، میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں۔ یاد رکھو جس نے میری سنت سے منہ موڑا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“ (صحیح بخاری)

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ (اکثر اوقات) نمازیں پڑھا کرتا تھا، تو آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ ہوتی، نہ بہت لمبی اور نہ ہی بہت مختصر اور ایسا ہی خطبہ دیتے۔ (صحیح مسلم)

سنت اللہ، سنت الرسول ﷺ:

سنت سے مراد رائج الوقت طریقہ ہے جس پر بار بار عمل کیا جائے اسی مفہوم میں سنت کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا﴾ [الأحزاب: ۶۲]

”جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن کے بارے میں بھی اللہ کی یہی عادت رہی ہے اور تم اللہ کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔“

سنت سے مراد وہ طریقہ اسلوب ہے جس پر کوئی عمل پیرا ہو، سنت رسول اللہ ﷺ سے مراد وہ عمل ہے، جو حضور ﷺ سے قول و فعل یا تقریر کی صورت میں منقول ہے اس لئے سنت الرسول ﷺ احکام خداوندی کے بنیادی مصادر میں سے ہے۔ سنت کی یہ تشریح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمادی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾

[النجم: ۳، ۲]

”اور نہ خواہش نفس سے کچھ بولتے ہیں۔ صرف وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔“

فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ سنت رسول شرعی حجت ہے کیونکہ قرآن اور سنت دونوں اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں قرآن مجید لفظی اور معنوی دونوں اعتبار سے وحی ہے جبکہ سنت رسول ﷺ معنوی اعتبار سے وحی ہے۔ (زیدان عبدالکریم، الوجیز فی اصول الفقہ، بیروت ۱۹۸۷)

ہے۔ معیشت و اقتصاد میں افراط و تفریط نہیں ہے۔

جب مسلمانوں کو اپنے اس عظیم منصب (امت وسط) کا احساس تھا اس وقت ان کا ہر قول و فعل کمال و سطیت کا آئینہ دار تھا، لیکن آج یہ قوم اس قدر بگڑ چکی ہے کہ ہم پہچان ہی نہیں سکتے قرآن مجید میں جس امت کے محاسن بیان کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری قوم امت مسلمہ یہ رحم فرمائے، آمین۔

عقائد میں عدل:

مسلمانوں کا رب ذات واحد اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مسلمان نہ تو یہودیوں کی طرح ہیں جو اپنے پیغمبر حضرت عزیز علیہ السلام کو خداوند خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں نہ عیسائیوں کی طرح جو اپنے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو خدا کا بیٹا اور اس کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں اور نظریہ تثلیث کے قائل ہیں۔

مسلمانوں کا عقیدہ عدل پر مبنی ہے مسلمان اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کے مرتبے اور مقام میں غلو اور مبالغہ آرائی نہیں کرتے مسلمان کسی کو بھی اللہ کا بیٹا نہیں مانتے نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خدائی میں شریک کرتے ہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا بندہ اور رسول جانتے اور مانتے ہیں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ سے اور حضور ﷺ سے انتہائی محبت رکھتے ہیں اور یہی عدل اجتماعی ہے کہ اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو ہمارے لیے بہترین نمونہ عمل بنایا ہے ان کی اتباع اور پیروی ہمارا فرض ہے۔

عبادت میں عدل:

اسلام عبادت میں عدل کا حکم دیتا ہے اوقات شب و روز کی تقسیم میں عدل کا حکم ہے۔ عادات و اطوار، معاملات و تعلقات، تاثرات، جذبات، سیاست، معیشت، معاشرت، خرچ و اخراجات، کاروبار میں نفع کمانے میں بھی عدل اجتماعی کا حکم دیتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں، پھر بھی کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی ترک بھی کر

قرآن مجید کی طرح سنت رسول اللہ ﷺ میں عدل اجتماعی کے متعلق بہت سی ہدایات ملتی ہیں۔ حضور ﷺ کی زندگی ہمارے لیے اسوہ کاملہ ہے آپ ﷺ جب فیصلہ کرتے عدل و انصاف اور حق کے ساتھ کرتے، اپنے اور غیر، بڑے، چھوٹے، شریف اور کمین کیلئے ایک ہی اصول عدل تھا، جو حق تھا سب کے لیے حق تھا، جو گناہ تھا وہ سب کے لیے گناہ تھا۔ جو حرام تھا وہ سب کے لیے حرام تھا، جو حلال تھا وہ سب کے لیے حلال تھا، عدالت قضا کے معاملات میں بھی کسی کے لئے بھی رورعایت نہ تھی اگر مسلمان کے مقابلہ میں کوئی غیر مسلم حق پر ہوتا تو فیصلہ اس کے حق میں صادر فرماتے تھے۔

انصاف کے معاملہ میں ہر قسم کی مداخلت اور سفارش کا دروازہ بند ہونا چاہیے اور کسی شخص کے مرتبے اور حیثیت کا قطعاً لحاظ نہ کیا جائے۔ عدل اجتماعی کے متعلق اسلامی تعلیمات کا یہ اثر تھا کہ ہر دور میں قانون کی بالادستی قائم رکھنے کی جدوجہد ہوئی، قانون کی بالادستی کا تقاضا ہے کہ صدر مملکت سے لے کر عام شہری تک اور کمانڈر انچیف سے لے کر ایک عام سپاہی تک سب کے لیے یکساں عدل و انصاف ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی زندگی عدل پر گزارے پھر آخرت میں اس کے اعمال کا مواخذہ رکھا ہے۔ مگر اس سے پہلے دنیا میں اپنے برگزیدہ پیغمبروں اور رسولوں کے ذریعے انسان کو نیکی، برائی، عدل و انصاف اور ظلم کے بارے میں سب کچھ بتایا اور انسان کی نجات کے راستے بتا دیئے، عدل اجتماعی کے اسلامی قوانین اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں مسلمانوں کے لیے عدل اجتماعی کے لیے سچی گواہی، عدل و انصاف کی سر بلندی کے لیے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ہمارا معاشرہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو ملک میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انصاف کے بارے میں حکم دیا ہے:

﴿سَبْعُونَ لِكُذِّبِ الْكُلُونِ لِلْسُحْتِ ط فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا ط وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ٥﴾

[المائدة: ٤٢]

”بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو، بہت کھانے والے حرام کو، پھر اگر وہ تیرے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کر، یا ان سے منہ پھیر لے اور اگر تو ان سے منہ پھیر لے تو ہرگز تجھے کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَتَحَايِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيَّ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَانَتْ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ٥﴾ [الحجرات: ٩]

”اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

مسلمانوں کو حضور ﷺ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے یہ نفسیاتی چیز ہے کہ جو وصف و خوبی اپنے نبی ﷺ میں کثرت کے ساتھ دیکھیں گے اسے اپنے آپ میں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو جمال نبوی ﷺ سے مشرف ہونے کا شرف حاصل ہوا، اور محبت محمدی ﷺ کے فیض سے مستفید ہوتے تھے۔ ان کے حالات زندگی جاننے کے بعد معلوم ہوا کہ انھیں سب سے زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ کسی پر ظلم نہ ہونے پائے، ہر طرح سے عدل اجتماعی ہو کوئی انصاف سے محروم نہ رہ جائے۔

کی روشنی میں عدل اجتماعی امت محمدیہ ﷺ کی تاقیامت رہنمائی و اصلاح کے لیے مینارہ نور، جمال اولین حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات عدل و انصاف کا وہ واحد منبع ہے جس سے عالم اسلام کی زندگی اور انسانی معاشرے کے لیے عدل اجتماعی کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے عدل و انصاف نے دنیا کو امن کا خطہ بنادیا، آج پھر عالم اسلام کو ضرورت ہے کہ انہی تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں عدل اجتماعی کا تعین کریں آج کی سسکتی اور پریشان حال دنیا کا واحد علاج رسول ﷺ کی عدل اجتماعی کی تعلیمات میں مضمر ہے آج کا انسان تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ضابطہ عدل کو عملی طور پر نافذ کر کے شرف انسانی کے مرتبے پر فائز ہو سکتا ہے۔

#### بے انصافی کے محرکات:

دنیا کے تمام ظلم و ستم، قتل و غارت گری، فتنہ و فساد اور جنگ و جدال کی بنیادی وجہ بے انصافی ہے اور بے انصافی کے اسباب اور محرکات درج ذیل ہیں:

☆ نسلی، لسانی اور قومی برتری کا احساس، اپنے نظریات دوسروں پر مسلط کرنا دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش

☆ عدل و انصاف کا نہ ملنا

☆ غربت بے روزگاری اور احساس محرومی

☆ خلاف فطرت و خلاف طبعیت امور

☆ عزت نفس کی محرومی، غصب حقوق، خیانت اور بددیانتی، غداری اور دغا بازی، ظلم و بربریت، بغض و عداوت، غیبت و چغل خوری، بہتان تراشی، جھوٹ۔

☆ وعدہ خلافی، بدگمانی، فحش گوئی، دوغلاپن

☆ عدل و انصاف میں تاخیر

جب افراد اور اقوام کو انصاف نہیں ملتا یا دیر سے ملتا ہے، تو اس کی وجہ سے افراد اور اقوام میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

فیصلہ عدل اجتماعی سے کرو، اپنی خواہش کے مطابق نہیں اور اگر ایسا کیا تو یہ چیز اللہ کے راستے سے بھٹکا دینے والی ہوگی۔ سب انسان برابر ہیں اس لیے سب سے یکساں تعلق ہے اور وہ ہے عدل اجتماعی اور انصاف کا تعلق، حق جس کے ساتھ ہو میں اس کا ساتھی ہوں اور حق جس کے خلاف ہو میں اس کا مخالف ہوں میرے دین میں کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔

آج کے اس پر اضطراب دور میں حضور ﷺ کی تعلیمات ہمارے لیے سامان رحمت و برکت سرمایہ راحت و رفعت، سکون قلب و ذہن ہے۔ سیرت و سنت نبویہ ﷺ ایک تجدید پذیر عطیہ اور تاقیامت باقی رہنے والا توشہ ہے۔ رہبر اعظم، ناشر حکمت، کامیاب ترین داعی رسول رحمت ﷺ کا عدل اجتماعی، اسوہ حسنہ اخلاق و عادات آپ ﷺ کی پوری زندگی عہد رسالت کے تمام واقعات پوری دنیا کے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کی مثال اور منبع رحمت ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات طیبہ میں عدل اجتماعی کی روشن مثالیں موجود ہیں، جنہیں اپنا کر ہم اپنی دنیا و عاقبت دونوں سنوار سکتے ہیں۔ حضور ﷺ بد رکامل ہیں جس کی ٹھنڈی روشنی ہمیں عدل اجتماعی کی راہ دکھاتی ہے۔ اور امت مسلمہ کو گھر ہائے مطلوب سے نوازتی ہے۔ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہمارے لیے ایک مکمل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات سے لطف و کرم کے دھارے پھوٹتے اور فیضان کے چشمے بہتے ہیں۔ سیرت پاک ﷺ کے عدل اجتماعی سے فکر انگیز اور روح پرور پہلوؤں سے ناقابل شکست ہمت، انتھک جہد مسلسل کی ترغیب کے ساتھ اندھیرے میں روشن راہیں میسر آتی ہیں۔

آج اگر امت مسلمہ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں عدل و انصاف کا بیڑا اٹھاتی ہے تو انسانیت کی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت سنوارنے کی ضمانت بھی ہو سکتا ہے۔

انسانی اقدام توڑ رہی ہیں وحشت و بربریت اور طاقت کے عفریت نے اقوام کو ان گنت آلام میں مبتلا کر دیا ہے۔ تعلیمات نبوی



## مالک الملک کے اپنے بندوں پر احسانات

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں تو ہر شخص کا مطالبہ پورا کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی کمی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔

**میرے بندو!** یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں۔ پھر تمہیں ان کی پوری پوری جزا دوں گا، تو جو بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد بیان کرے، اور جو اس کے علاوہ کوئی چیز پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۷۷) شرح الحدیث:

یہ حدیث قدسی ہے۔ وہ حدیث جس میں الفاظ کی نسبت اللہ القدوس کی طرف کر دی گئی ہو حدیث قدسی کہلاتی ہے۔ حدیث قدسی کی روایت میں

قال رسول اللہ ﷺ يقول: ان الله قال يا يقول الله تعالى .

کے الفاظ آتے ہیں۔

حدیث اور حدیث قدسی میں الفاظ کی نسبت کا ہی فرق وغیرہ ہے۔ شرعی حیثیت برابر ہے۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں وہی فرق ہے جو قرآن مجید اور حدیث میں ہے۔ قرآن کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے جب کہ حدیث کے الفاظ نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔ جب کہ حکم دونوں میں اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

احادیث قدسیہ کی تعداد آٹھ سو سے متجاوز ہیں۔ زیر بحث حدیث قدسی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل شام کی سب سے عظیم الشان حدیث ہے۔

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**میرے بندو!** میں نے اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے کہ ظلم کروں اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام ٹھہرا لیا ہے، لہذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

**میرے بندو!** تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں۔ لہذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔

**میرے بندو!** تم سب بھوکے ہو، سوائے اس کے جسے میں کھانا عطا کر دوں۔ لہذا تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھانا دوں گا۔

**میرے بندو!** تم سب برہنہ ہو، سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لہذا تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔

**میرے بندو!** تم دن رات خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، لہذا تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔

**میرے بندو!** تم مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے، اور تم میرے نفع کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو۔

**میرے بندو!** اگر تمہارے پہلے پچھلے انسان اور جن تمہارے ایک متقی ترین انسان کی طرح (نیک) ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہوتا۔

**میرے بندو!** اگر تمہارے پہلے انسان اور جن تم میں سے اس شخص کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ فاسق و فاجر ہے تو یہ چیز میری بادشاہت میں کچھ بھی کمی نہیں کر سکتی۔

**میرے بندو!** اگر تمہارے اگلے پچھلے، انسان اور جن ایک کھلے



بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا ظَلَمْنَهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَبِمَا آغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۝ كَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ إِنَّ أَخْذَهُ أَلْيَمٌ شَدِيدٌ ۝﴾ [ہود: ۱۰۱، ۱۰۲]

”اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انھوں نے (خود ہی) اپنے آپ پر ظلم کیا، جب آپ کے رب کا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ان کے وہ معبود جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے ان کے کسی کام نہ آئے، انھوں نے انھیں تباہی میں ہی زیادہ کیا۔ اور آپ کے رب کی پکڑ ایسی ہی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظالم ہوتی ہیں۔ یقیناً اس کی پکڑ بہت دردناک اور نہایت سخت ہے۔“

جان لینا چاہیے اللہ مالک الملک کا اپنی مخلوق کے بارے میں ہر فیصلہ حق ہے۔ اس کی شان یہ ہے:

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ﴾ [الانبیاء: ۲۳]

”وہ جو کچھ کرے اس سے اس کے متعلق نہیں پوچھا جاسکتا، اور ان (لوگوں) سے باز پرس ہوگی۔“

لہذا اللہ کے کسی کام پر اعتراض کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کا ہر فیصلہ عدل و حکمت پر مبنی ہے کبھی ہم اس کے عدل اور حکمت کو جان لیتے ہیں اور کبھی اس کے کاموں کی حکمتیں ہماری نظروں سے اوجھل رہتی ہیں۔

حدیث میں ہے:

لَوْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَذَبَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ۔ (ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۶۹۹، ابن ماجہ: ۷۷، ابن حبان:

(۱۸۱۷)

ظلم حرام ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے لہذا وہ ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اس نے ظلم کرنے کو خود ہی اپنے اوپر حرام قرار دے لیا ہے۔ مخلوقات پر ظلم کرنا تو درکنار وہ ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ اس سلسلے کی چند آیات یہ ہیں:

﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝﴾

[آل عمران: ۱۸۲]

”اور یہ کہ اللہ بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں۔“

﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝﴾ [حم السجدة: ۴۶]

”اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں۔“

﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝﴾ [ق: ۲۹]

”اور میں بندوں پر قطعاً ظلم کرنے والا نہیں۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ [النساء: ۴۰]

”یقیناً اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ [یونس: ۴۴]

”یقیناً اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔“

﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ [الكهف: ۴۹]

”اور آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔“

﴿وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ۝﴾ [آل عمران: ۱۰۸]

”اور اللہ جہاں والوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔“

﴿وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝﴾ [المؤمن: ۳۱]

”اور اللہ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔“

وہ لوگوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا صلہ دیتا ہے۔ بلکہ اپنے فضل و کرم کے ساتھ اجر عظیم عطا کرتا ہے۔ (دیکھیے: النساء: ۴۰)

البتہ وہ لوگوں کو ان کے برے اعمال کی سزا دیتا ہے۔ گویا لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ (دیکھیے: آل عمران: ۱۸۳، پونس: ۴۴)

جن جن قوموں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے ان کے

”اگر اللہ تعالیٰ اپنے آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہت بہتر ہے۔“

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خود بھی ظلم نہیں کرتا اور اس نے انھیں بھی حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

ظلم کی دو اقسام ہیں: ایک یہ ہے کہ اپنے اوپر ظلم کیا جائے جس کا سب سے بڑا درجہ شرک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۳]

”یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

شرک میں میں مخلوق کو خالق کے مقام پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی عبادت کی جاتی ہے اور اسے معبود قرار دیا جاتا ہے۔ ظلم اسی چیز کا نام ہے کہ اشیاء کو ان کی اصل جگہ سے ہٹا کر ایسی جگہ پر رکھ دیا جائے جو ان کی جگہ نہ ہو۔ ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں کہ قرآن جہاں کہیں ظالموں کے لیے وعید بیان کی گئی ہے ان سے اکثر و بیشتر مراد شرک ہی ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [البقرة: ۲۵۴]

”اور کفر کرنے والے ہی ظالم (شرک) ہیں۔“

(جامع العلوم والحکم، ص: ۳۰۱)

اسی طرح ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يُبْنَىٰ إِبْرَاهِيمَ يَلْعَبُ وَاعْبُدُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾

[المائدة: ۷۲]

”یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا: بے شک اللہ تو وہی مسیح ابن مریم ہے اور مسیح نے فرمایا: بنی اسرائیل! تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ بے شک جو اللہ

کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں (شرکوں) کا کوئی مددگار نہیں۔“

شرک کے بعد دیگر نافرمانیوں اور گناہوں (کبار و صغائر) کا ارتکاب بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ ظلم کی دوسری قسم دوسروں پر ظلم کرنا ہے۔ حدیث زیر بحث میں یہی ظلم مراد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خطبات حجۃ الوداع میں فرمایا۔

فان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام، کحرمة یومکم هذا فی بلدکم هذا فی شہرکم هذا. (صحیح بخاری: ۴۴۰۶،

صحیح مسلم: ۱۶۷۹)

”بے شک تمھارے خون، تمھارے مال اور تمھاری عزتیں (تمھارے درمیان آپس میں) اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمھارے اس دن کی حرمت، تمھارے اس شہر میں اور تمھارے اس مہینے میں ہے۔“

دنیا میں کیے جانے والے ظلم کے بارے میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

الظلم ظلمات یوم القیامة.

(بخاری: ۲۴۴۷، صحیح مسلم: ۲۵۷۹)

”ظلم روز قیامت اندھیروں کا باعث ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

من كانت عنده مظلمة لاختیه، من عرضه او من شیء فلیتحللہ منه الیوم قبل ان لا یكون دینار ولا درهم، ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه.

(صحیح بخاری: ۲۴۴۹)

”جس آدمی پر بھی اپنے (مسلمان) بھائی کا اس کی عزت

ہوئیں کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق ادا ہوں تو ان (مظلوموں) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے۔

پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص کہ جس کے پاس بڑی بڑی نیکیاں ہوں مگر وہ سب اس کے مظالم کی وجہ سے برباد ہو جائیں اور بالآخر وہ نیکیوں سے تہی دامن ہو کر بلکہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھا کر جہنم رسید کر دیا جائے۔ لہذا ظالم کو اپنے برے انجام سے ڈرنا چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ان الله ليملي للظالم حتى اذا اخذه لم يفلته . (صحيح بخاری: ۴۶۸۶)

”اللہ ظالم کو (دنیا میں کچھ) مہلت دیتا ہے یہاں تک جب اسے پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔“ (جاری ہے)

حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق (ڈھلیانہ ضلع اوکاڑا)

جوار رحمت میں

استاذ الاساتذہ، ولی کامل، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈھلیانہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑا طویل علالت کے بعد ۲۵ مئی ۲۰۱۳ء کی صبح وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون .

مرحوم حافظ عبدالرزاق صاحب بڑے متقی، تہجد گزار و شب زندہ دار اور تمام عمر دین اسلام کے خدمت گزار شخصیت تھے۔ انھوں نے اپنے پیچھے بے شمار شاگردوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ حافظ صاحب بہ ظاہر بصارت سے محروم تھے مگر بصیرت کے لحاظ سے ایک دانش مند، صلح جو، پابند شرع متین تھے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ لواحقین و پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے اور ان کی خدمات کو شرف قبول عطا کرے، آمین۔ (ادارہ)

اور آبرو سے متعلق یا کسی اور چیز سے متعلق کوئی حق ہو (اس نے اس کی حق تلفی کی ہو) تو اسے چاہیے کہ آج ہی (دنیا میں) اس کا ازالہ کر کے اس حق سے عہدہ برآ ہو جائے، قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں (ازالے کے لیے) کسی کے پاس دینار اور درہم نہیں ہوں گے۔ (لہذا) اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوں گے تو وہ اس کے ظلم کے بقدر لے لیے جائیں گے (اور مظلوموں کو دیے جائیں گے) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔“

حدیث مفلس میں مزید وضاحت کی گئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: اتدرون ما المفلس؟ ”جانت ہو مفلس کون ہے؟“ انھوں نے جواب دیا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہو نہ کوئی سامان۔ آپ نے فرمایا:

ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلاۃ وصیام وزکاۃ، ویاتی قد شتم هذا، وقذف هذا، واکل مال هذا، وسفک دم هذا، وضرب هذا فیعطی هذا من حسناتہ، وهذا من حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ، اخذ من خطایاہم فطرح علیہ، ثم طرح فی النار . (صحيح مسلم: ۲۵۸۱)

”میری امت میں سے مفلس تو وہ شخص ہے جو قیامت والے دن نماز، روزے اور زکاۃ کے ساتھ آئے گا (لیکن اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس حال میں آئے گا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا (قتل کیا ہوگا) اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو ہر ایک (مظلوم) کو اس (ظالم) کی نیکیاں دی جائیں گی (تاکہ ظلم کی تلافی ہو) تو اگر اس کی نیکیاں اس سے قبل ختم

# خدمت خلق

مولانا اسعد اعظمی

ابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ  
مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿النساء: ۳۶﴾  
”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ  
کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو، اور رشتہ  
داروں سے، یتیموں سے، مسکینوں سے، قرابت دار پڑوسی  
سے اور اجنبی پڑوسی سے، پہلو کے ساتھی (جیسے رفیق سفر،  
شریک کار وغیرہ) سے اور راہ کے مسافر سے، اور ان سے  
جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام، لونڈی، نوکر چاکر  
وغیرہ) سب سے حسن سلوک کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے  
والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا۔“

اس آیت کریمہ میں سماج کے مختلف طبقات جن میں اکثر کمزور  
اور ضرورت مند لوگ ہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کی  
حاجت روائی کی ترغیب دی گئی ہے۔

ایک آیت میں ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾  
[المائدہ: ۲] فرما کر ہر نیکی اور تقویٰ کے کام میں ایک دوسرے کا  
تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں  
تعاون سے منع کیا گیا ہے۔

رسول اکرم کی قولی اور فعلی دونوں طرح کی حدیثوں میں اس کا جگہ  
جگہ تذکرہ ملتا ہے، آپ کی قولی حدیثوں سے پہلے آپ کے عمل اور  
آپ کے معمولات کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ جب نبی کریم ﷺ پر غار حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی اور  
حضرت جبرائیل امین آپ کے پاس آئے تو اس کے بعد آپ  
گھبرائے ہوئے واپس اپنے گھر اپنی بیوی ام المومنین حضرت

اپنی ذات اور اپنی آل اولاد کے لیے تک و دو تو ہر شخص کرتا ہے،  
اور اس سے کسی کو چارہ بھی نہیں، مگر اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے کام  
آنا، دوسروں کی ضرورتوں کا خیال رکھنا، ان کا تعاون اور ان کی  
ضرورتوں کی تکمیل کرنا ایک عظیم سماجی اور انسانی عمل ہے تو ساتھ ہی  
اللہ رب العزت کی رضا اور ڈھیر سارے اجر و ثواب کے حصول کا  
ذریعہ بھی ہے، خالق کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ مخلوق کے حقوق بھی  
ادا ہونے چاہئیں اور انسان اور دوسری ذی روح مخلوق کے ساتھ حسن  
سلوک اور تعاون کا جذبہ ہر سچے مسلمان کو رکھنا چاہیے، کتاب و سنت  
میں جگہ جگہ اس کی ترغیب ملتی ہے اور اس کے اجر و ثواب کا بیان ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيتَاٰ ذِي  
الْقُرْبٰى﴾ [النحل: ۹۰]

”اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ  
سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔“

احسان کے ایک معنی حسن سلوک، بخود درگزر اور معاف کر دینے  
کے ہیں، دوسرے معنی ”تفضل“ کے ہیں یعنی حق واجب سے زیادہ  
دینا یا عمل واجب سے زیادہ عمل کرنا۔ ﴿اِيتَاٰ ذِي الْقُرْبٰى﴾ یعنی  
رشتے داروں کا حق ادا کرنا یعنی ان کی امداد کرنا، اسے حدیث میں صلہ  
رحمی کہا گیا ہے۔ (حسن البیان)

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ  
اِحْسَانًا وَ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنِ وَالْجَارِ  
ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصّٰحِبِ بِالْجُنُبِ وَ

تعاون کرنا چاہیے، اور اللہ کے رسول ﷺ کا یہی معمول بھی تھا۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کی لونڈیوں میں کوئی  
لونڈی نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور (اپنی ضرورت کے مطابق)  
جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (صحیح بخاری)  
یعنی جہاں اسے کوئی کام ہوتا، کوئی تعاون مطلوب ہوتا وہاں تک  
آپ کو لے کر چلی جاتی اور اللہ کے رسول اس کی ضرورت کی خاطر اس  
کے ساتھ چلے جاتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (سفر میں  
قافلہ سے) پیچھے پیچھے چلتے تھے تو اس کی وجہ سے آپ کمزور کو (سہارا  
دے کر) چلاتے تھے یا اپنے پیچھے بٹھا لیتے تھے اور اس کے لیے دعا  
بھی فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی آپ ضعیفوں اور بے  
سہارا لوگوں کی طرف سے غافل نہ رہتے بلکہ ان کی دلجوئی کرتے،  
انھیں حتی الامکان سہارا دینے کی کوشش کرتے، سالار قافلہ ہونے کے  
باوجود آپ ان ہی کمزوروں کا خیال رکھتے ہوئے پیچھے پیچھے چلتے۔  
یہ تھے رسول اکرم ﷺ کے معمولات، حسن سلوک اور خدمت  
خلق کے تعلق سے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ گھر میں  
ہوں یا گھر سے باہر، سفر میں ہوں یا حضر میں، ضرورت مندوں کا تعلق  
مردوں سے ہو یا عورتوں سے، آپ ہمیشہ اپنی شفقت و رحمت کا سایہ  
سب کے لیے دراز کیے رہتے، اور ہر ضرورت مند کے کام آنے کی  
کوشش کرتے۔

ان عملی نمونوں کے ساتھ متعدد حدیثوں میں آپ ﷺ نے اپنے  
اقوال کے ذریعہ افراد امت کی اس جانب توجہ مبذول کرائی ہے اور  
دوسروں کے کام آنے اور انھیں حتی المقدور نفع پہنچانے کی ترغیب دی  
ہے، ساتھ ہی اس کے دنیوی و اخروی فوائد اور اجر و ثواب کا بھی ذکر  
کیا ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے پورا واقعہ بیان کرنے  
کے بعد فرمایا:

لقد خشيت على نفسي .

”مجھے اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔“

اس موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ڈھارس بندھائی  
اور فرمایا:

كلا والله ما يخزيك الله أبدا .

”ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کو رسوا نہیں کرے

گا، بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔“

اور وجہ بتلائی کہ آپ تو خدمت خلق میں وقف رہتے ہیں:

انك لتصل الرحم وتحمل الكل ، وتكسب

المعدوم ، وتقري الضيف ، وتعين على

نوائب الحق . (صحیح بخاری)

”آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں (رشتہ داروں کا خیال رکھتے

ہیں) بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے

لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی بھی کرتے ہیں اور مشکل

وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔“

گویا حضرت خدیجہ یہ کہنا چاہتی تھیں کہ آپ تو مختلف طریقوں  
سے لوگوں کے کام آتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں، ایسے  
اوصاف حمیدہ کا مالک اللہ کے لطف و عنایات کا مستحق ہوا کرتا ہے نہ کہ  
ذلت و بربادی کا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ گھر میں  
رہتے تو کیا کام کرتے تھے، انھوں نے جواب دیا: آپ اپنے اہل  
و عیال کی خدمت میں اور ان کے کاموں میں لگے رہتے تھے، اور جب  
نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے نکل پڑتے۔ (صحیح بخاری)

انسان کے حسن سلوک اور تعاون کے اولین مستحق اس کے اہل  
خانہ ہوتے ہیں، لہذا سب سے پہلے ان کی ضرورتوں کی تکمیل اور ان کا



کے رسول! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا، میں نے کہا کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جو اپنے مالک کی نظروں میں سب سے زیادہ عمدہ اور سب سے زیادہ قیمتی ہو، میں نے کہا: اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: کسی کاری گر کی مدد کر دیا بے ہنر کا کام کر دو، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بتلائیں، اگر میں یہ بعض عمل کرنے سے بھی عاجز رہوں؟ فرمایا: تم لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھو، یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کی عملی شکلوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی کام انجام دے رہا ہو تو اس کا ہاتھ بٹا دیا جائے تاکہ وہ باسانی اپنے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دے، اسی طرح اگر کوئی بے ہنر اور بے سلیقہ شخص کسی کام میں لگا ہے اور اس سے وہ کام ہونے میں پارہا ہے تو ہمدردی اور تعاون کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی بڑھ کر وہ کام اپنے ہاتھ میں لے لے اور اسے تکمیل تک پہنچا دے۔

اس حدیث میں ایک اصول یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور دوسروں کے کام نہیں آ سکتے تو کم از کم یہی کرو کہ دوسروں کو ضرر نہ پہنچاؤ، دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنا بھی نیک عمل ہے اور صدقہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے انسان کے (جسم کے) ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا واجب ہے، (اس کے بعد آپ نے یہ وضاحت کرتے ہوئے کہ صدقہ صرف مال اور پیسے ہی سے نہیں کیا جاتا، فرمایا:)

”تمہارا دواؤ آدمیوں کے درمیان انصاف (اور صلح) کرا دینا بھی صدقہ ہے، کسی آدمی کو اس کی سواری پر بٹھانے میں یا اس کا سامان اٹھا کر اس سواری پر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا

بھی صدقہ ہے، اچھی بات کا (کہنا) صدقہ ہے، ہر اس قدم میں جس سے چل کر تو نماز کی طرف جائے صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔“

(صحیح بخاری)

کسی کے تعاون اور مدد کی ایک شکل (جائز اور مباح امور میں) سفارش کرنا بھی ہے، اس کی طرف بھی آپ ﷺ نے توجہ دلائی ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی ضرورت مند آتا تو آپ اپنے شرکائے مجلس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: ”(اس کے لیے) سفارش کرو، تمہیں بھی اجر دیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو پسند فرماتا ہے فیصلہ فرما دیتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

الغرض دوسروں کے کام آنے، ان کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کو فائدہ پہنچانے کی جو بھی جائز شکل ہو اسے اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، ایک حدیث میں بہت ہی مختصر مگر جامع اسلوب میں کہہ دیا گیا ہے کہ

خیر الناس انفعهم للناس .

(صحیح الجامع : ۳۲۸۹)

”یعنی لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔“

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد سواری ہو وہ بہ طور احسان کے اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے، اور جس کے پاس زائد تو شے سفر ہے تو اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس تو شے نہیں ہے، اس طرح آپ نے مال کی اور بھی بہت سی قسمیں بیان فرمائیں (کہ جن کے پاس وہ ضرورت سے زائد ہوں تو وہ ضرورت مندوں اور محروموں کو دے دیں) یہاں تک کہ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی کا اپنی ضرورت



(مسلمان) بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“ (صحیح مسلم)  
اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس عبادت کرنے والے (تہجد گزار) کی طرح ہے جو ست نہیں ہوتا اور اس روزے دار کی طرح ہے جو ناعد نہیں کرتا۔“

(صحیح بخاری)

اس حدیث میں بیوہ اور مسکین کا تذکرہ محض مثال کے طور پر ہے ورنہ اس سے مراد معاشرے کے تمام ضرورت مند، نادار اور معذور افراد ہیں، ان کی کفالت، خبر گیری اور ان کے لیے دوڑ دھوپ کو اجر و ثواب میں جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔  
رحمت و شفقت اور خبر گیری کا معاملہ صرف کمزور اور ضرورت مند انسانوں تک محدود نہیں، اسلام نے بے زبان جانوروں تک کی خدمت اور ان پر شفقت و رحمت کی تعلیم دی ہے اور اسے ڈھیر سارے اجر و ثواب والا عمل بتایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”ایک مرتبہ ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں پایا تو اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکل آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے زبان باہر نکالے (ہانپتے ہوئے) کیچڑ چاٹ رہا ہے، پس اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اتر آیا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑے اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل اور اس جذبے کی قدر کی اور اسے معاف فرمادیا، (یہ سن کر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض

سے زائد چیز میں کوئی حق نہیں ہے (کہ وہ اسے اپنے پاس جمع کر کے رکھے بلکہ اسے تقسیم کر دے۔)“ (صحیح مسلم)  
اجر و ثواب:

انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کے کاموں کی انجام دہی پر ڈھیر سارے اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو مزید جذبہ اور حوصلہ دیتے ہیں، یہ اجر و ثواب دنیوی بھی ہیں اور اخروی بھی، یعنی صرف اخروی ثواب ہی تک معاملہ محدود نہیں ہے بلکہ اس عظیم عمل کا اچھا انجام آخرت سے قبل دنیا ہی میں بندہ دیکھ لیتا ہے، آخرت کے اجر و ثواب کو بھی بعد میں دیکھے گا۔

چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر زیادتی کرتا ہے نہ اسے (بے یار و مددگار چھوڑ کر دشمن کے) سپرد کرتا ہے، جو اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے، جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرما دے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا، جس نے کسی تنگ دست اور بد حال شخص پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے

اور انسانی ہمدردی کے بھی خلاف ہے، اور سر اسر اللہ کی ناراضگی مول لینے کا سبب ہے۔

آج دنیا کی دوسری قویں عوام کی بھلائی اور خدمت خلق کے لیے تنظیمیں بنا بنا کر میدان میں کام کر رہی ہیں۔ فلاحی ادارے، مشن اسپتال وغیرہ بنا کر لوگوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ حالانکہ ہمارے دین نے ان کاموں کی جتنی ترغیب دی ہے اور جتنا زور دیا ہے اتنا شاید ہی کسی اور مذہب میں زور دیا گیا ہو، مگر افسوس کہ مسلمان اس عملی میدان میں بہت پیچھے ہیں، حالانکہ یہ عمل دوسروں کو اپنے سے قریب کرنے اور اسلام کی طرف مائل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، کسی عربی شاعر نے کہا ہے:

أحسن إلى الناس تستعبد قلوبهم

فطالما استعبد الإنسان إحصان

”لوگوں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرو ان کے دلوں کو اپنا غلام بنا لو گے، کیونکہ احسان (حسن سلوک) ہمیشہ انسان کو گرویدہ بنایا کرتا ہے۔ جب کہ دنیاوی اور اخروی اجر و ثواب الگ ہیں جن کا ان کاموں کی انجام دہی پر وعدہ کیا گیا ہے۔“  
اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ یہ بھولا ہوا سبق ہمیں پھر سے دہرانے کی توفیق عطا فرمائے اور دین حنیف کا صحیح چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق دے۔ (بہ شکر یہ ”محدث“ بنارس)

## الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔ اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)

کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے چوپایوں (میں ترس کھانے) میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ہاں) ہر تر جگر والے (یعنی زندہ یا جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔“ (صحیح بخاری)  
اور بخاری کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جنت میں داخل کر دیا۔

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ بنو اسرائیل کی ایک فاحشہ اور بدکار عورت نے ایک بیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا۔

اس کے برعکس ایک دوسرا عمل اور اس کا انجام ملاحظہ فرمائیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے اس بلی کو قید کر رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ مر گئی، پس اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی، نہ تو اس نے اس کو کھلایا یا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔“ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا (اس کے جنت میں داخلہ کا سبب یہ تھا کہ) اس نے اس درخت (یا اس کی شاخ) کو کاٹ دیا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو اس کی وجہ سے تکلیف اور مشقت ہوتی تھی۔“ (صحیح مسلم)

راستے میں ضرر رساں اور تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا بہت ہی نیک اور اللہ کو محبوب عمل ہے، اس سے ہزاروں مخلوق کو راحت ملتی ہے، افسوس کہ بہت سے لوگ اس ہدایت نبوی کے برعکس راستوں میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں یا اور کسی طرح سے راہ گروں کو تکلیف میں مبتلا کرنا والا کام کرتے ہیں جو سر اسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے

## خوف و خطر کے سائے ختم کیجیے

محمد سلیم چنیوٹی

ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

موت العالم موت العالم .

عالم دین جب شہید کر دیا جاتا ہے تو گویا ایک جان نہیں جاتی بلکہ اس کے پیچھے سیکڑوں شاگرد، عقیدت مند اور لواحقین و سگواران کی لمبی فہرست ہوتی ہے۔ اس طرح ایک عالم کی وفات سے کئی جگر چھلنی ہوتے ہیں۔ اسی طرح کوئی بڑی شخصیت کا قتل بھی کسی بڑے گناہ سے کم نہیں۔ یہ سب ملکی استحکام، ملکی معیشت کو خراب اور ملکی ساکھ کو ہلانے کے مترادف اعمال ہیں۔

امریکیوں نے نائن الیون کے واقعے کے بعد جس طرح خونِ مسلم کو پانی کی طرح بہایا ہے جس طرح دردناک طریقے سے افغانستان و پاکستان کی سرزمین پر اپنے ڈرون حملوں کو جاری رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے تسلسل سے ہی یہ سب کچھ قتل و غارت برپا رکھی جا رہی ہے۔ ﴿بسی ذنب قتلت﴾ جیسی صورت حال کا جاری رہنا اور اس کی روک تھام تو اربابِ بست و کشاد ہی کی ذمہ داری بنتی ہے۔

اب خیر سے الیکشن ۲۰۱۳ء بخیر و خوبی ہو چکے ہیں۔ نئی آنے والی حکومت اپنے نئے عزائم کے ساتھ جلوہ گر افتدار ہے۔ سب سے پہلے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ اور معیشت کی بحالی اس کے اعلانات کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت خاص سے نئی حکومت کی اچھے کاموں میں مدد و نصرت فرمائے کہ یہ اپنے کیے گئے اعلانات کو پورا کرنے میں کامیاب و کامران ٹھہریں۔ اللہ کرے پاکستان کے سب شہروں میں وہی رونقیں، وہی روشنیاں، وہی معاشی ترقی و عروج ہو جائے جو ۶۰-۱۹۵۸ء میں تھا۔ کارخانے، فیکٹریاں، مشینری، ملیں، پاور ہاؤسز، کپڑے کی جدید صنعت، کھاد، سیمنٹ، سٹیل، سلور، تانبے اور دیگر

روشنیوں کے شہر ”کراچی“ کو کس کی نظر بد لگی ہے کہ آئے روز حالات خراب کرنے والے نئے واقعات کی بھرمار رہتی ہے۔ ملک کے حالات یوں تو دہائیوں سے خراب سے خراب رہے ہیں۔ اس کی وجہ ناقص حکومتی پالیسیاں اور طاغوتی طاقتوں کے پیچھے لگنے والے حکمرانوں کی مرضیاں ہی کارفرما کہی جائیں تو بے جا نہ ہوگا۔ امریکہ بہادر نے جہاں اپنے گماشتوں کو پاکستان کی سالمیت کے لیے استعمال کیا ہے وہاں پاکستان کے حالات کو کبھی سدھرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔ اس کی واضح مثال امریکیوں کا تازہ بیان ہے کہ ”ڈرون حملے“ جاری رکھے جائیں گے۔ دیکھا جائے تو دہشت گردی کی نام نہاد جنگ جو اصل میں صلیبی جنگوں میں سے ایک ہے، کا تسلسل ہی ہے کہ آئے روز دھماکے، دہشت گردی سے ٹارگٹ کلنگ کی جارہی ہے۔ کبھی مسجدوں میں، کبھی امام بارگاہوں میں، کبھی بازاروں میں، کبھی انتخابی جلسوں اور جلسوں میں، کبھی مدارس میں، کبھی گھروں میں، کبھی جرگوں میں اور کبھی خاص مواقع یا تقاریب میں یہ دھماکے وغیرہ کیے جا رہے ہیں۔ اس میں ہزاروں لوگوں کی زندگیاں خاک ہو چکیں، بیسیوں یتیم ہو چکے، کاروبار تباہ و برباد، ملکی معیشت داؤ پر لگ چکی اور اوپر سے بجلی کی لوڈ شیڈنگ نے ستیاناس کر کے نہ تعلیم کا مزا آنے دیا، نہ طالب علموں کو پڑھنا نصیب ہو سکا، نہ ملکی صنعتی مشینری پھل پھول سکی۔

عروسِ البلاد کراچی میں بہ ظاہر نظر نہ آنے والی طاقتیں آئے روز دھماکوں سے نہ صرف سیاسی و سماجی شخصیات کو شہید کر رہے ہیں بلکہ دینی طبقہ بھی آئے روز ان کے نشانے پر رہا ہے۔ طویل عرصے سے بے شمار علمائے دین، مفتیانِ شرحِ متین، مدارسِ دینیہ کے مہتمم اور طلبائے علومِ دینیہ بلا تفریق مسلک و مشرب کراچی کی سرزمین پر شہید ہو چکے ہیں۔ ایک عالم دین کا اٹھ جانا پوری دنیا کے اٹھ جانے کی مثل

سامان جنگ و جدل کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے فوجی جوانوں، لیڈرز فورس کی زندگیاں بھی برباد کر رہی ہے۔ اس کے کئی فوجی اپنا وطنی توازن خراب کر چکے ہیں۔ کئی ایک مرد و خواتین مسلمانوں کی قید کے دوران اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جو کئی برس سے افغانستان میں موجود ہیں ان کے لواحقین امریکہ میں دلی طور پر جل رہے ہیں۔ امریکی فوجیوں کی بیویاں اپنے خاوندوں کے فراق میں برباد ہو رہی ہیں۔

نواز شریف حکومت اپنے وعدوں کے مطابق آگے بڑھے اور ابوامہ انتظامیہ سے مذاکرات و مطالبات سے فوری امن کی اپیل کرے۔ الیکشن ۲۰۱۳ء کے بعد اب کراچی میں بھی تبدیلی آئے گی۔ خیبر پختونخوا میں بھی تبدیلی آئے گی۔ نئے ذہن ساز پیدا ہوں گے۔ ایک نئی فضا ہو ان شاء اللہ چلے گی۔ اب صرف پاکستان کا، اسلام کا، معیشت کی بحالی کا، امن و امان کا سوچا جائے تو یہی بات سچی، یہی عزم صحیح اور یہی ارادہ درست ہوگا، ان شاء اللہ۔

دھاتوں پر کام ہونے لگ جائے اور ملکی سرمایہ کاروں کے ساتھ ساتھ بیرونی سرمایہ کار بھی یہاں کھلے دل سے آئیں۔ کھلے ماحول میں کاروباری سرگرمیاں شروع کریں۔ لین دین کے بندوبست چلیں، ہمارے کاروباری مراکز دکانیں پھر بلا خوف و خطر روزانہ کھلیں اور بے دھڑک لوگ اپنے کام کاج سرانجام دینے لگیں۔ سندھ، پنجاب، سرحد و بلوچستان، گلگت و بلتستان اور قبائلی علاقوں کے مکین خوش و خوش خصالی سے ملیں۔ اللہ کریم محبت و یگانگت کے چراغ سب پاکستانیوں کے دلوں میں جگا دے۔

اللہ کرے کہ ہوس دولت میں غرق طاغوتی طاقتیں اپنے ظالمانہ عزائم سے باز آجائیں۔ افغانستان و پاکستان کی سرزمین سے اپنے نحوست زدہ قدموں کو نکال لے جائیں۔ یہ ہوس زرہی تھی کہ نائن الیون کا نام نہاد واقعہ گھڑا گیا اور عالمی طاغوت یہود نے اس سازش کے ذریعے امریکیوں کے دماغ کو استعمال کر کے خود امریکہ کے لیے مشکلات پیدا کر دیں۔ اب بام انتظامیہ گزشتہ کئی برس سے اپنے اسلحے، اپنے ڈالر، اپنے

## دس کتابیں مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور  
کی طرف سے اہم اعلان

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے درج ذیل دس کتابیں مفت زیر تقسیم ہیں:

- |                                 |   |                          |
|---------------------------------|---|--------------------------|
| ۱: طلاق قرآن و سنت کی روشنی میں | ۲: مسلک اہل حدیث پر ایک نظر                 | ۳: صراطِ مستقیم کی پہچان |
| ۴: کتاب الکبائر                 | ۵: مسائل رمضان المبارک                      | ۶: مسائل زکاۃ            |
| ۷: مسلمانوں کے شب و روز         | ۸: عقیدہ کی خرابیاں اور ان سے بچنے کے طریقے |                          |
| ۹: آداب نماز                    | ۱۰: حرزِ اعظم                               |                          |

خواہش مند حضرات مبلغ پچاس روپے کے ڈاک ٹکٹ برائے ڈاک خرچ بھیج کر مفت طلب فرمائیں۔ ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل سات اشتہارات کا معروف فورکٹر مدلل رنگین اور خوب صورت مکمل سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ آنا ضروری ہے۔ لٹرچر کی تقسیم پندرہ شعبان تک جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ

(مولانا) محمد یسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور، ضلع راجن پور، پنجاب۔ موبائل: 0333-8556473

## مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ

شہادت (۲۴/ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ، ۵/ مئی ۱۸۳۱ء)

عبدالرشید عراقی

روزگار تھے۔ حلقہ علمائے کبار میں مشارالہ تھے۔

(تذکرہ علمائے ہند، ص: ۱۷۹)

مولانا حکیم سید عبدالحمی حسنی لکھتے ہیں:

محترم عالم کبیر، علامہ، مجاہد فی سبیل اللہ شہید اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ بن عبدالرحیم عمری دہلوی ذہانت، سمجھ، بہادری، قوت نفس، دین کے معاملات میں سختی کے اعتبار سے افراد دنیا سے ایک آدمی تھے۔ (نزہۃ الخواطر: ۱۲۵/۷ اردو)

علامہ اقبال نے بھی شاہ اسماعیل شہید کے علم و فضل، شجاعت و بسالت، فہم و بصیرت اور ان کی عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

”ہندوستان نے ایک مولوی پیدا کیا۔ وہ مولوی شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی کی ذات تھی۔“

(اسپیکٹس آف شاہ اسماعیل شہید، ص: ۴۴)

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

”مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی فرزند تو حید تھے۔“

(مقدمہ تذکرہ امام اسماعیل شہید دہلوی از مولانا محمد خالد سیف)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ، مولانا شاہ اسماعیل شہید کی دینی و مذہبی خدمات اور ان کی مساعی جمیلہ سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمایا کرتے تھے۔

الحمد لله الذي وهب لي على الكبر

اسماعيل واسحاق .

”سب تعریف اُس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے

مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی خاندان شاہ ولی اللہ کے گل سرسبد تھے۔ آپ ایک جید عالم دین، مفکر اسلام، قاطع بدعت، بلند پایہ مبلغ و خطیب و مقرر، عظیم مجتہد، محدث اور فقیہ تھے۔ وہ غیر معمولی فراست کے مالک، ذہین و فطین، شجاع و بہادر، مجاہد فی سبیل اللہ، دین اسلام سے بہت زیادہ محبت کرنے والے، متقی و پرہیزگار، زہد و ورع کے پیکر اور بے پناہ فہم و بصیرت کے مالک تھے۔

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (متوفی ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

ہر یکے از ایشان بے نظیر وقت و فرید دہر و حید عصر در علم و عمل و عقل و فہم و قوت تقریر و فصاحت تحریر و تقویٰ و دیانت و امانت و مراتب ولایت بود و ہم چنین اولاد اولاد سب اہل سلسلہ از طلبائے ناب امت۔ (اتحاف النبلاء، ص: ۴۳)

”لہذا اس خاندان (ولی الہی دہلوی) کا ہر فرد علم و عمل، عقل و فہم، زور تقریر، فصاحت تحریر، ورع و تقویٰ، دیانت و امانت اور مراتب ولایت میں یگانہ روزگار، فرید دہر اور حید عصر تھا۔ ان کی اولاد کی اولاد بھی انہی درجات بلند پر فائز تھی۔ یہ ایک زریں سلسلہ تھا۔“

مولوی عبدالرحمن بریلوی لکھتے ہیں:

ابن مولوی عبدالغنی بن مولانا شاہ ولی اللہ در ریاضت و رسائی فکر یگانہ روزگار و مشارالہ علمای کبار بود یعنی شاہ عبدالغنی کے یہ فرزند اور شاہ ولی اللہ کے پوتے دیانت اور فہم و فکر میں یگانہ



بڑھاپے میں اسماعیل (پوتا) اور اسحاق (نواسہ) عطا فرمائے۔“  
(الحیاء بعد المماتہ ص: ۱۰۸)  
ذہانت و فطانت میں حضرت شاہ اسماعیل شہید اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خاص عنایت تھی کہ آپ نہایت ذکی الطبع تھے۔ اخلاق و عادات، علم و فضل اور عبادت و ریاضت، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور جود و سخا میں بے مثال تھے۔ صاحبِ زہدہ الخواطر فرماتے ہیں:

”مولانا شاہ اسماعیل شہید اپنے دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب رہتے تھے۔ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے اور عبادت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ آپ عمدہ اخلاق و اوصاف کے حامل تھے۔ سخاوت، پاک دامنی، نفس کی دلیری، دین میں سختی ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔“ (زہد الخواطر: ۱۲۶/۷ اردو)  
مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید کا سن ولادت ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) ہے۔ ۶ سال کی عمر میں ان کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ۸ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد اپنے والد بزرگوار سے صرف و نحو، فقہ، اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۲۷ھ، ۱۸۱۲ء میں آپ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی وفات پا گئے۔ تو مولانا اسماعیل شہید نے بقیہ علوم اسلامیہ کی تحصیل اپنے چچاؤں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی سے کی۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد حضرت امیر المومنین سید احمد شہید رائے بریلوی کی مصاحبت اختیار کی اور زندگی کی آخری گھڑی تک اُن کی رفاقت نہیں چھوڑی۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل کے ساتھ ساتھ مولانا شاہ اسماعیل شہید نے اپنے آپ کو جسمانی تربیت اور سپاہیانہ ورزش کے لیے بھی تیار کیا۔ اور اس کے علاوہ تبلیغ دین اسلام کے لیے وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو آپ نے جامع مسجد دہلی میں وعظ و تقریر کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ بڑے زوردار الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی

توحید بیان کرتے اور شرک و بدعت کی تردید کرتے تھے۔ شاہ صاحب قرآن و حدیث کی روشنی میں توحید و شرک کی وضاحت کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب ہر جمعہ اور سہ شنبہ کو باقاعدہ جامع مسجد دہلی میں وعظ ارشاد فرماتے۔ وعظ میں لوگوں کو توحید الہی پر گامزن ہونے اور شرک و بدعت سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کی تقریر بڑی جامع، فصاحت و بلاغت سے لبریز، عمدہ اور پرتاثر ہوا کرتی تھی۔ اس لیے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرمایا کرتے تھے:

”میری تقریر اسماعیل نے لے لی۔ تحریر رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاق نے۔“ (تواریخ عجیبہ ص: ۱۲۲)

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی نے حضرت امیر المومنین سید احمد شہید رائے بریلوی کی معیت میں سکھوں سے جہاد بھی کیا۔ کیونکہ پنجاب میں سکھوں نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی تھی اور اس زمانے میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ہندوستان کے متعلق دارالحرب کا فتویٰ دیا۔ لیکن اس دارالحرب کو دارالاسلام بنانے کی کوشش کرنے والے حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید تھے۔ اس سلسلہ میں ان دونوں راہنماؤں نے تحریک جہاد شروع کی جس کے دور رس نتائج نکلے۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید نے مجاہدانہ زندگی اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی اور دینی مسائل پر متعدد کتابیں اور رسالے لکھنا شروع کر دیے۔ حضرت شاہ صاحب نے مختلف موضوعات پر جو کتابیں تالیف فرمائیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ آپ کی تصانیف عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہیں:

- ۱: رد الاشراک (عربی) ۲: تقویۃ الایمان (اردو)
- ۳: صراط مستقیم (فارسی) ۴: منصب امامت (فارسی)
- ۵: رسالہ در علم منطق (فارسی) ۶: عبقات (عربی)
- ۷: تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین (عربی)
- ۸: ایضاح الحق الصریح فی احکام لمیت والضرر (فارسی)



و بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔“ (نہجہ الخواطر: ۱۲۹/۷ اردو)

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس تقویۃ الایمان سے بہت ہی نفع ہوا۔ چنانچہ مولوی محمد اسماعیل صاحب کی حیات ہی میں دو اڑھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔“

(امیر الروایات در مجموعہ حکایات اولیاء، ص: ۹۲ طبع لاہور)

#### وفات:

حضرت شاہ محمد اسماعیل ۲۴۔ ذی قعدہ مطابق ۵/ مئی ۱۸۳۱ء بمقام بالا کوٹ حضرت سید احمد شہید بریلوی کے ہمراہ سکھوں سے لڑائی کرتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہوئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن  
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۹: اصول فقہ (عربی)

۱۰: رسالہ یک روزی (فارسی)

۱۱: مجتہد امکان النظر و امتناع النظر (فارسی)

۱۲: مثنوی سلک نور (اردو) ۱۳: منظومات (فارسی)

۱۳: تذکیر الاخوان بقیۃ تقویۃ الایمان (اردو)

۱۵: مجموعہ خطب دوازده مترجم (اردو)

۱۶: سفر السعادت

#### تقویۃ الایمان:

مولانا شاہ اسماعیل شہید کی یہ بے نظیر کتاب ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے لاکھوں مسلمانوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”یہ کتاب ایسی ہے جس کی عبارت صریح، بیان قوی اور استدلال قرآن مجید سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے حد و حساب

### علم دین کی آ بشار

اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے دارالدعوة السلفیہ کی ہر ضرورت ہمیشہ پوری فرماتا رہا اسی طرح محبین دارالدعوة السلفیہ کو جب بھی علم دین کی ضرورت پڑی ان کو پکارتے ہوئے اپنے بے لوث اور بے پایاں محبتوں سے ہم کو سرشار کر دیا۔

محبین کرام! رواں سال ختم ہونے یعنی رمضان المبارک آنے والا ہے۔ اس لیے دارالدعوة السلفیہ شدید مالی بحران سے دوچار ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دین مبین کے سینکڑوں نہیں ہزاروں ادارے اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور ان اہل خیر کے دم قدم سے رواں دواں ہیں جن کے مال کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ پسند فرماتا ہے، ہر ادارہ اپنے اپنے مقام پر حسب توفیق تعلیمی، تدریسی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن دارالدعوة السلفیہ خصوصاً اس کا واقعہ ”محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری“ ایک ایسی دینی علمی آ بشار ہے جس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس فیض سے بفضلہ تعالیٰ ہر سال بیسیوں نہیں سینکڑوں تشنگان علم اپنے تصنیفی و تحقیقی ذوق کی سیرابی کر کے گم کشتگان ہدایت کی راہنمائی کرتے اور ان کو دلائل و فصوص سے مالا مال کرتے ہیں۔ اس لائبریری میں کم و بیش چھوٹی بڑی اٹھارہ ہزار کتب حوالہ (Refrence books) خصوصاً علوم قرآن و حدیث اپنے تمام متعلقات کے ساتھ، مسلک حق اہل حدیث یعنی مسلک محدثین اور علمائے اہل حدیث کی تصنیفات کا ایسا ذخیرہ ہے جس سے استفادہ کے لیے اندرون پاکستان کی تقریباً تمام یونیورسٹیاں اور بیرون ملک یونیورسٹیوں کے طلبائے علم بھی مستفید ہوتے ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ محبان علم و دین ہماری اس درخواست پر فوری توجہ فرما کر حسب سابق دین کی اس جھلملاتی شمع کی بقائیں ہر ممکن کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ بذریعہ اک یا بذریعہ بنک اپنا تعاون ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

ہفت روزہ الاعتصام، کمرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0541-01200-2466-4  
الائیکٹرانک، بلال گنج پراچ، لاہور  
دارالدعوة السلفیہ، کمرنٹ اکاؤنٹ نمبر 01-262-0335-2

2013  
جون  
اتوار  
13 جون

غلام احمد اے اسلامیات و عربی قراء حفاظ کرام کی دستار بندی و تقسیم اسناد و فراغت پر  
 مرکز التوحید چوک پورہ \* (زیر پٹ) دیر قزاقی خان پاکستان 1956ء

**محفل قرآن** صحیح بخاری  
شرفیہ  
21 جون  
قادیانہ  
احسان الرحیم  
MNA  
39 ویں سالانہ

[illegible]

عطاء اللہ علیہ السلام الشرف والاعزاز محمد مصدق علیہ السلام علی النبی محمد بن عبد اللہ علیہ السلام علی القیوم علیہ السلام

[illegible]

**مدرسین و عملہ مرکز التوحید** **راز:** اس سال کوالتوحید مدرسین نے اتفاقاً ہم سے مل کر نیشنل پوزیشن حاصل کرنے پر دیرپا علمی محنت کی یہ پٹا پ سند حاصل کی۔











بیل اکٹر قوم بنگلہ کے اہلست میں درج ہے مگر طلبہ کے خرچ و خوراک و ضماندہ ملک کی معیشتی ضرورتیں ہیں۔

## موت

موت سب کچھ چھین لے گی پاس کیا رہ جائے گا  
اے مرے اللہ ترا اک آسرا رہ جائے گا  
بجھتے آئے اور بجھتے ہی رہیں گے سب دیے  
دہر میں اسلام کا روشن دیا رہ جائے گا  
گر میسر مجھ کو ہو جائے رضائے کبریا،  
پھر کوئی دل میں نہ میرے مدعا رہ جائے گا  
پیش ہوں گے جب مرے اعمال تیرے رو برو  
تیری رحمت ہی کا مجھ کو آسرا رہ جائے گا  
منزل پیری میں پہنچیں گے ترے جس دم قدم  
تو نشانِ عمر رفتہ ڈھونڈتا رہ جائے گا  
جھومتا ہوگا مسرت سے کوئی روزِ جزا  
شرم کے مارے کسی کا سر جھکا رہ جائے گا  
جب تجھے سب چھوڑ جائیں گے اندھیری قبر میں  
غور کر اُس وقت تیرے پاس کیا رہ جائے گا  
کر رہا ہے آج تو تکذیب جن احوال کی  
سامنے آئیں گے کل جب کانپتا رہ جائے گا  
مہلت حسن عمل ممکن نہیں اس وقت جب  
ایک ہچکی کا اجل تک فاصلہ رہ جائے گا!  
دفعۃً گر آ گیا عاجزِ پیامِ الوداع  
دفعۃً یہ کیا ہوا تو سوچتا رہ جائے گا

(عبدالرحمن عاجز مالیر کوٹلوی)